مرکزی دارالعلوم بنارس کا دینی علمی اور ادبی ماہنامہ

ISLAMIC REASERCH CENTRE
JAMIA SALAFIA, REORI TALAB
VARANASI (INDIA)

مُحدّث

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ بنارس

★

عدد مسلسل ۲۸ شعبان — ۱۴۰۴ھ — مئی ۱۹۸۴ء

AsliAhleSunnet.com

برگ وبار

صفحہ

◎ نقش راہ :

زہر خرمنے خوشئے یافتم - مدیر ۳

◎ تنقیح

خرافات اور حقیقی مذہب - صوفی نذیر احمد کاشمیری ۸

◎ مشاھـــیر

امام ابن جارود صاحب المنتقی - مولانا محمد حنیف مدینہ یونیورسٹی ۱۲

شیخ الاسلام مولانا امرتسری اور انکی تصنیفات (قسط ۳) - مولانا محمد مستقیم سلفی ۲۶

◎ . . .

دینی نصاب تعلیم میں حدیث وفقہ کی حیثیت - مولانا عبد المعید ۱۹

تعلیمی میدان میں مسلمانوں کا ریکارڈ - تحریر : شیخ عین الباری ۳۲

ترجمہ : عبد اللہ محمد اسمعیل

◎ آئینہ خانہ :

ایک وضاحت کا خیر مقدم - مولانا محمد مستقیم سلفی ۳۶

جاھلیت ۔ آج اور کل - تحریر : عبد الرحمن صالح ۴۰

ترجمہ : امیر محمد افضل

◎ عالم اســلام :

ایران کے حقیقی حالات - مراسلت مابین صوفی نذیر احمد کاشمیری وایڈیٹر محدث ۴۳

◎ جماعت وجامعہ

جلسہ مذاکرہ علمیہ دربھنگہ ۴۸

ندوۃ الطلبہ کے آخری اجلاس ۴۹

◎ تبصرہ کتب

رد الاشرک ۵۳

تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کا شرک ۵۴

◎ نغمے :

ترانہ ۲

محبت رسول کی ۵۶

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ کا علمی ادبی اور اصلاحی رسالہ

ماہنامہ

محدث

بنارس

شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ
مئی ۱۹۸۴ء
جلد: ۳ شمارہ: ۵

ترتیب

صفی الرحمٰن مبارکپوری

بدلِ اشتراک

- سالانہ: ۲۵ روپے
- ششماہی: ۱۳ روپے
- فی پرچہ: ۲/۵۰ روپے
- بیرونِ ملک سے سالانہ: ۱۵ ڈالر

(۵)

تزئین وکتابت

• ناشر: جامعہ سلفیہ بنارس • طابع: عبدالوحید • مطبع: سلفیہ پریس بنارس

پتہ

خط وکتابت کے لیے: ایڈیٹر محدث، جامعہ سلفیہ ریوڑی تالاب۔ بنارس
بدلِ اشتراک کے لیے: مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس
IAKTABA . SALAFIA .. REORI TALAB . VARANASI. 221010
ٹیلی گرام: "دارالعلوم" وارانسی • ٹیلی فون: ۶۳۵۷۷

AsliAhleSunnet.com

بچوں کیلئے

ترانہ

شوق اعظمی

الفت کی پھونک دے تو اک روح جان و تن میں
بے خود رہیں ہمیشہ یارب تری لگن میں

توفیق دے ہمیشہ اچھے عمل کی ہم کو
بازو بھی ہوں توانا چستی بھی ہو بدن میں

شام و سحر زباں سے وحدت کے گیت گائیں
نغمہ سرا ہو بلبل جس طرح سے چمن میں

رحمت خدا کی ہردم کرتی رہے حفاظت
زندہ رہیں جہاں بھی ہم شہر یا کہ بن میں

بے داغ ہو سراسر یہ زندگی ہماری
خلوت میں ہم رہیں یا لوگوں کی انجمن میں

مرنے کے بعد تربت گلزار ہو ہماری
حسن عمل کی خوشبو لیجائیں ہم کفن میں

بے خود بنادے ہم کو ہر وقت شوق تیرا
الفت تری بسی ہو ہردم ہمارے من میں

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش راہ

زہر خرمنے خوشہ یافتم

کہا جاتا ہے کہ "سفر وسیلۂ ظفر ہے"۔ اس کہاوت کی سچائی یا جھوٹ کا عملی تجربہ ان لوگوں کو بار بار ہوتا ہے جو بار بار اس جہانِ رنگ و بو اور اس دنیا کے کاخ و کو کا چکر لگاتے ہیں۔ راقم الحروف نے بھی ابھی قریب میں ایک ایسا ہی مختصر سا سفر کیا۔ میری اصل منزلِ مقصود تو دہلی تھی لیکن ۲۰ مارچ کی شب ضلع ایٹہ کے ایک قصبہ جلیسر میں ایک جلسے کے لیے گزارنی تھی۔ ارادہ تھا کہ جلسے سے فارغ ہو کر ۲۱ مارچ کی صبح پھر دہلی لوٹ جاؤں گا۔ مگر یہاں کی دنیا خاصی نرم خرام تھی۔ بمشکل ساڑھے دس بجے علیگڑھ پہنچ سکا، اور اس وقت مقصد کے لحاظ سے قدم آگے بڑھانا فضول تھا۔ اس لیے خیال ہوا کہ یہیں احباب اور بزرگوں کی مجلس میں چند گھنٹے گزار لوں۔ اور سرِ شام دہلی چلا جاؤں گا۔ مگر قدرت کی طرف سے رات بھی یہیں گزارنی مقدر تھی۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی دنیا میرے لیے برسوں سے مانوس ہے۔ یہاں میں نے اگرچہ نہ تعلیم حاصل کی ہے نہ لمبا قیام کیا ہے، لیکن کئی زیر و بم دیکھے ہیں۔ جن کے نقوش لوحِ حیات پر اب بھی ثبت ہیں اور کشاں کشاں اپنی کوچہ گردی پر مجبور کر دیتے ہیں۔ شہر کی ہماہمی سے نکل کر یونیورسٹی کے حدود میں قدم رکھا تو حسبِ معمول ایسا محسوس ہوا کہ زندگی کے سارے ہنگامے تھم گئے ہیں اور وہ فراغتے و کتابے و گوشۂ چمنے، کا سماں ہے۔ پہلی منزل "ادارہ تحقیقاتِ اسلامی" تھی۔ مولانا جلال الدین انصر عمری حفظہ اللہ سے کوئی پانچ برس قبل ایک بار غالباً لالٹین کی روشنی میں مختصر سی ملاقات ہوئی تھی۔ اب اتنے عرصے بعد ملاقات ہوئی تو پہلی نظر میں پہچان نہ سکا۔ پھر وہیں عزیز گرامی محمد مسعود عالم قاسمی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحبان سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہاں سے فرصت پا کر مولانا محمد تقی امینی (ناظم سنی دینیات علی گڑھ یونیورسٹی) کی خدمت میں جانے کا ارادہ تھا اور یقین تھا کہ اس وقت وہ اپنے دفتر میں ملیں گے۔ مگر چند ہی لمحوں بعد صحن میں ان کی مانوس آواز سنائی پڑی۔ میں نے نکل کر

AsliAhleSunnet.com

سلام کیا تو بے ساختہ ملاقات کا ہنگامۂ مسرت مچ گیا۔ پھر کیا تھا۔ مولانا عمری صاحب کے پاس دلچسپ مجلس جمی۔ بعد میں مولانا امینی صاحب کے ساتھ ان کے دولت کدے پر دوپہر کا کھانا کھا کر دیر تک تبادلۂ خیالات کرتا رہا۔ دو بجے ہم دونوں نے اپنی اپنی منزل کی راہ لی مولانا اپنے دفتر تشریف لے گئے اور میں اپنے دیرینہ رفیق جناب عبدالمنان صاحب کے پاس سمن زار جامعہ اردو روڈ پہنچا۔ رات یہیں بسر کرنے کی نوبت آئی۔ اے ایم یو ہال (محسن الملک مہدی علی خاں ہال) کی مسجد سے نمازِ عشاء پڑھ کر نکلتے ہوئے محترم ڈاکٹر محمد معین صاحب فاروقی سے ملاقات ہوگئی۔ موصوف سائنسی علوم میں اپنی مہارت کے لیے خاصا شہرہ رکھتے ہیں اور مسلکاً اہلحدیث ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں اسلام آباد (پاکستان) میں سائنس اور اسلام کے موضوع پر جو بین الاقوامی اجتماع ہوا تھا اور جس میں عالم اسلام کو سائنسی حیثیت سے بقیہ دنیا کے ہم پلہ بنانے کے لیے نہایت وسیع مربوط اور طویل المیعاد منصوبے اور نا کے سوچے اور تیار کیے گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف صرف یہی نہیں کہ اس میں تشریف لے گئے تھے۔ بلکہ قرآن اور سائنس کے موضوع پر انا وقیع مقالہ پیش کیا تھا کہ وہاں پر تبصرہ کرنے والے نے کہا کہ ہندوستانی مسلمان سائنسی علوم کے میدان میں پاکستان سے بھی آگے نظر آتے ہیں۔ موصوف سے کچھ "اجالے" اور کچھ "اندھیرے" میں دیر تک اظہارِ خیال ہوتا رہا اور کئی موضوع زیرِ گفتگو آئے۔ ان سطور کا مقصود روداد سفر نہیں بلکہ ان ہی گفتگوؤں کے بعض حصے ہیں۔

"تنظیمات کا المیہ" پر گفتگو

یاد ہوگا کہ محدث فروری ۱۹۸۴ء کے شمارے میں ہم نے جو اداریہ سپردِ قلم کیا تھا اس کا عنوان تھا "تنظیمات کا المیہ"۔ اس اداریے میں مسلمانوں کی اجتماعی حیثیت اور ہیئت کے متعلق اسلام کے جو احکامات ہیں اور تنظیمات اور جمعیتوں کی رقیبانہ کشاکش نے اس کی بجائے باہمی تعلقات کی جو ناگوار صورت برپا کر رکھی ہے ہم نے ان دونوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مخلصین امت سے گزارش کی تھی کہ اس کے علاج کی تدبیر سوچیں۔ مولانا امینی نے اس اداریے پر کھل کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا بلکہ انھوں نے۔ شاید حوصلہ افزائی کے لیے۔ اس حد تک سراہا کہ ندامت سی محسوس ہونے لگی۔ دوسرے رفقاء کی ملاقاتوں سے بھی اندازہ ہوا کہ انھوں نے اس آواز کو وقت کی اہم اور ضروری آواز سمجھا ہے۔ اور عام مسلمانوں کے علاوہ اسلام پسند مفکرین اور دانشوروں نے بھی اسے بروقت آواز قرار دیا ہے۔

یہ بات اگرچہ ہمارے لیے بڑی اطمینان بخش ہے کہ جو مسلمان امت کی وحدت اور فلاح کی باتیں سوچتے ہیں انھوں نے اس کلمۂ حق کو بڑی فراخدلی کے ساتھ اپنے ذہن بلکہ دل میں جگہ دی۔ تاہم کچھ دوسرے مقامات اور افراد کی جانب سے ایک دوسرا ہی ردعمل سامنے آیا۔ جو افسوسناک اگرچہ ہے لیکن حیرت ناک نہیں ہے۔ بلکہ ہم نے جو کچھ کہا تھا ٹھیک اسی کی تصدیق ہے،

AsliAhleSunnet.com

کہ "اسلام پر تنقید اور قرآن و رسول کی توہین پر تو رگِ حمیت کچھ زیادہ نہیں پھڑکتی مگر اپنی تنظیم کے قائد و رہنما پر یا اراکین و متعلقین پر یا اصول و ضوابط پر ہلکی سی تنقید بھی ہو جائے تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔" چنانچہ بعض حضرات نے اس پر بڑی سخت لے دے مچائی۔ بعض مجالس میں زبانی کشتیاں ہوئیں۔ اور بعض حضرات نے نہایت بھونڈے انداز میں طنز و تعریض کے تیر و نشتر استعمال کیے اور دل کھول کر ناوک فگنی کی۔ البتہ سنجیدہ اور معقول انداز سے کسی نے اس کی تردید کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ان حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ ایک مرتبہ آپ پھر ان آیات و احادیث پر نظر ڈالیے، جس میں اسلامی رشتۂ اخوت کی پختگی اور اہمیت مختلف انداز سے سمجھائی گئی ہے اور غور فرمائیے کہ ان اسلامی احکام و ہدایات کے سلسلے میں آپ کس جگہ کھڑے ہیں اور کیا آپ کا طرزِ عمل اس حقیقت کا شاہد عدل نہیں ہے کہ آپ نے تنظیمی حد بندیوں کے سبب بہت سی ایسی باتیں اپنے لیے روا رکھی ہیں، بلکہ لازم کر لی ہیں۔ جس کا جواز اسلامی ہدایات کے اندر کہیں نظر نہیں آتا۔ پھر ایسے تنظیمات کا المیہ نہ کہیں تو اور کیا کہیں کہ جو تنظیمات خدمتِ اسلام کے مقصد سے ۔۔۔ یا کم از کم اسی مقصد کا اظہار کر کے ۔۔۔ وجود میں لائی گئی تھیں، وہی تنظیمات عین اس مقصد کے برعکس نتیجہ دے رہی ہیں اور اسلام کی خدمت کے ساتھ ساتھ اس کی مرمت بھی کر رہی ہیں۔

مجھے اس بات کا قطعی اعتراف ہے کہ امتِ مسلمہ جن حالات سے دوچار ہے، ان کے پیشِ نظر کسی فقہی فرقے یا تنظیمی جمعیت کا محض وجود قابلِ ملامت نہیں گردانا جا سکتا۔ مگر اگر یہ وجود کتاب و سنت کی خدمت کے بجائے امت کے افتراق و انتشار اور ادبار و ابتری کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونکنے کا ذریعہ بن جائے تو بتلایئے کہ اسے کیونکر پسندیدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں نے جو کچھ عرض کیا تھا، اس کا منشا یہی تھا کہ ہمیں موجودہ انتشار کی آگ پر تیل ڈالنے کے بجائے پانی ڈالنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔ واللہ ولی التوفیق۔

... ...

اسلام، سائنس اور مسائلِ جدیدہ

محترم ڈاکٹر معین فاروقی صاحب سے گفتگو کا موضوع زیادہ تر ان کا اپنا فن تھا یعنی موجودہ سائنسی تحقیقات و اکتشافات نے قرآن و حدیث کے بہت سے بیانات کی جس طرح تصدیق کی ہے بلکہ اس کے خدائی اور الہامی احکامات اور نقروں کے اندر پوشیدہ دنیائے اسرار و رموز کو سائنس نے جس طرح وا شگاف کیا ہے وہ ہمارے مطالعے کی خاص مستحق ہے۔ اس سے صرف یہی نہیں کہ ایمان و یقین کی دنیا میں تازگی و بالیدگی اور بہار آتی ہے اور عزائم کو غذا ملتی ہے

AsliAhleSunnet.com

بلکہ اسے غیر مسلم اہل فکر و تحقیق کے سامنے اسلام کی دعوت و تبلیغ کرنے کے لیے ایک اہم بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس بارے میں اصل مشکل کا اظہار بڑے لطیف انداز میں کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ ابتدا ہی سے اس معاملے میں سب سے بڑی دشواری آ رہی ہے کہ آپ لوگ (علماء) جو زبان بولتے ہیں اسے ہم نہیں سمجھتے اور ہم جو زبان بولتے ہیں اسے آپ نہیں سمجھتے۔ چاہیے کہ علماء اور جدید علوم کے ماہرین میں تقارب اور تبادلۂ افکار و معلومات ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میں شاہ عبد القادر کے ترجمے کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچا جس میں ذکر ہے کہ اللہ خون اور گوبر کے درمیان سے دودھ نکالتا ہے تو میں رک گیا کہ اس میں تو ایک بڑی سائنسی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید بند کر دیا اور دورانِ خون، ہضم غذا اور دودھ کی پیدائش کے نظام کی جو تفصیلی تحقیقات سائنس نے کی ہیں ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ان دونوں کے تقابل سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ اس بات پر قناعت کے لیے کافی ہے کہ یہ قرآن قطعاً الہامی کتاب ہے یہ چودہ سو برس پرانے کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا کہ اس وقت کسی کی رسائی میں وہ حقائق تھے ہی نہیں جو اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے حسرت کا اظہار کیا کہ ہمارے پاس سائنس کی جو تفصیلات ہیں اس کی بابت ہمیں یہ علم نہیں کہ قرآن واحادیث میں کیا ہے۔ اور جنھیں قرآن واحادیث کا علم ہے انھیں اس کی خبر نہیں کہ سائنسی تحقیقات کیا ہیں۔ اگر دونوں فریق مل کر کام کریں تو ایک جامع خاکہ تیار ہو سکتا ہے۔

انھوں نے اس کے لیے بطور نمونہ فرانسیسی محقق موریس بکائی کی کتاب بائبل، قرآن اور سائنس کا حوالہ دیا، اور اس کے مطالعے کی ترغیب دلائی۔ ہمیں خوشی ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس میدان میں افادے کے لیے تیار ہیں اور ہم بھی حسب مقدور اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے مستعد ہیں۔ خدا کرے ہماری یہ آرزو وجود کا جامہ پہن سکے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس موقع پر اس بات پر بھی زور دیا کہ گروہ بندیوں سے الگ ہو کر بے لاگ تحقیق کے ساتھ اسلامی شریعت کے مسائل کا جواب خالص کتاب و سنت کی روشنی میں دیا جائے تو یہ اسلام کی صحیح خدمت ہونے کے ساتھ ساتھ ان شاء اللہ بہت ساری پیچیدگیوں کا نہایت صحیح حل بھی ہو گا۔ اس سلسلے میں ہمیں اپنے ایک اور محترم جناب عبد اللطیف صاحب اعظمی کا بھی ایک اہم گرامی نامہ دستیاب ہوا ہے۔ موصوف جامعہ ملیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ماہنامہ جامعہ اور سہ ماہی "اسلام اور عصر جدید" میں اپنی خصوصی حیثیت اور اپنے بہت سے اوصاف اور خوبیوں کی وجہ سے ہندوپاکستان کے علمی حلقوں میں اچھی طرح متعارف ہیں۔ خط و کتابت کی بنیاد ایک استفسار تھا جس کا تعلق پوتے کی میراث سے تھا۔

AsliAhleSunnet.com

موصوف نے اپنے موجودہ مکتوب میں مسلم پرسنل لا، اور متبنیٰ بل کے سلسلے میں بعض اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنے کے علاوہ محدث جنوری ۱۹۸۲ء کا حوالہ دیتے ہوئے رقم فرمایا ہے کہ

مجھے آپ کا یہ اصول یا موقف پسند آیا کہ: "امت مسلمہ کی گروہ بندیوں سے علیحدہ اور بالاتر ہو کر خالص اسلامی تعلیم پیش کرے اور اسلام کے اصل سرچشموں یعنی کتاب و سنت سے عقائد و احکام کے سلسلے میں جو کچھ ثابت ہے اسے وضاحت اور ثبوت کے ساتھ کسی گروہ، جماعت یا فرقے کی جانبداری کے بغیر پیش کرے۔" (ص ۱۸)

اس کے بعد موصوف رقمطراز ہیں:

"مجھے معلوم نہیں آپ مسلمانوں کے جدید مسائل کے بارے میں اسلام کی روشنی میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں یا نہیں۔ اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی اور معاشرتی نظام پر اسلام کے نام پر جو مواد پیش کیا جا رہا ہے اس سے جدید تعلیم یافتہ اور مسلمانوں کا باشعور طبقہ مطمئن نہیں ہے ضرورت ہے کہ موجودہ ضروریات اور حالات کے پیش نظر پوری غیر جانبداری کے ساتھ اسلام کے اصل سرچشموں کی مدد سے ان مسائل پر روشنی ڈالی جائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ کام خاصا مشکل ہے۔ لیکن اگر ماہنامہ "محدث" یہ کام انجام دینے کی کوشش کرے تو میرے خیال میں اسلام اور ہندوستانی مسلمان دونوں کی بڑی خدمت ہوگی۔"

(اقتباس از مکتوب ۲۹ مارچ ۱۹۸۴ء)

جہاں تک اس تجویز کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ یہ ایک مفید اور بابرکت تجویز ہے۔ لیکن اس راہ میں اصل دشواری وہی ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یعنی ماہرین شریعت اور موجودہ مسائل کی پیچیدگیوں کے واقف کار ایک دوسرے کی زبان سے ناآشنا ہیں۔ اسلئے فریقین کے باہمی تبادلۂ افکار اور بحث و تمحیص کے بغیر اصل مقصد کے سلسلے میں کوئی مفید اور تسلی بخش پیش رفت مشکل ہے۔ ہم دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے علماء اور دانشور مل کر یہ کار خیر انجام دیں۔ محدث کے صفحات اس کے لیے حاضر ہیں۔

••

خرافات اور حقیقی مذہب؟

صوفی نذیر احمد کاشمیری

خرافات انسان کے ابتدائی اخلاقی و روحانی احساسات کو تمثیلات کے ذریعہ انسان کی گرفت میں لانے کا نام خرافات ہے اور موجودہ مذاہب میں اس کی سب سے واضح مثال اس کی واضح ترین مثال مترو ازم ہے۔ برہمن ازم ہے۔ یہ مذہب کی سب سے قدیم شکل ہے۔ پھر انسان کے مذہبی احساسات جوں جوں قوی ہوتے جاتے ہیں توں توں خرافاتی لباس تحلیل ہوتا جاتا ہے اور یہ احساسات وہ شکل اختیار کرتے جاتے ہیں جنھیں شریعت کہا جاتا ہے۔ اور اس کی سب سے واضح شکل اسلام ہے۔ اسے پیغمبرِ خدا نے ملۃ "سہلۃ" سمحۃ "بیضا" کہا ہے۔ جس کا معنی "آسان بامروت اور روشن مذہب" ہے۔

جرمن مفکر سپنگلر نے اسلام کو آسان، پاکیزہ اور عام فہم مذہب بتایا ہے اور اس کی عالمگیری کا بنیادی سبب اسلام کی اسی سادگی، پاکیزگی اور عام فہم ہونے کو بتایا ہے۔

مگر میں کہتا ہوں کہ سپنگلر کے اس بیان کے صحیح مان لینے پر بھی اسلام کی عالمگیر قبولیت کا مرکزی سبب اس کا اخوتِ مومنانہ کا اعتقاد ہے۔ جو انسان کو انسان سے ملانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اسلام سے پہلے کے مذاہب میں بھی انسانی بھائی چارے کا اعتقاد موجود ہے۔ مگر اس میں اخوت کی بنیاد صرف وحدتِ اعتقادی ہے بلکہ وحدتِ اعتقاد کے ساتھ ہی نسلی و خونی رابطے نے اُن امتوں کی تعظیم میں مل کر کام کیا ہے اور نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس میں شرافتِ انسانی کی اخلاقی بنیاد واضح نہیں ہو سکی اور خالص نسلی امتیازوں کے جھگڑے کسی نہ کسی صورت قائم رہے اور اخلاقی احساسات کے کمزور ہو جانے سے یہ خونی رابطہ ابھر کر سامنے آ جاتا رہا اور انسان و حیوان کی امتیازی لائن کو ملیامیٹ کر دیتا رہا۔

لیکن پیغمبر اسلام نے شرافتِ انسانی کی اخلاقی بنیادوں کو اس درجہ واضح کر دیا ہے کہ انھیں ملیامیٹ کرنے

AsliAhleSunnet.com

کی سارے جنود ابلیسی کو مل کر بھی توفیق نہیں ہو سکتی۔ اسلام دینِ انسانی کی سب سے آخری سب سے کامل اور سب سے وسیع و عالمگیر شکل ہے اور اس کی اس ہمہ گیری کی ساری بنیاد اس کا اخوتِ مومنانہ کا اعتقاد ہے۔

اخوت کی ہمہ گیری انسانی معاشرے میں سب سے بلند درجہ انبیا کا ہے۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" اسلام سے سابقہ مذاہب میں انبیاء ہی کا عہدہ وہ چیز تھی جہاں دنیا کی اقوام توحیدِ خدا کی حدود کو مسمار کرتے ہوئے انبیاء کو اللہ کا مظہر قرار دے کر اپنا معبود قرار دے لیتی تھیں، مگر اسلام نے اخوتِ مومنانہ پر اتنا زور دیا کہ قرآن مجید میں ایک درجن سے زیادہ مقام پر انبیاء کے نام کے ساتھ بھائی کے لفظ کو نتھی کر دیا ہے۔ "اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ" "وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ هُوْدًا" قریباً اکثر انبیاء کے نام کے ساتھ اخوت کا لفظ آپ کو نتھی کیا ہوا ملے گا اور ان سب پر "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ" کا سہرا اعلان لپٹا ہوا آپ کو ملے گا۔

حیوانات کی ساری قدر و قیمت خونی و وطنی بنیاد پر ہے۔ مثلاً عربی گھوڑا اور غیر عربی گھوڑا، ہرن اور خطا و ختن کا ہرن، عام بھینس اور روہتک کی بھینس، عام گائے اور ناگوری گائے۔ غرض کہ حیوانات کے تمام سلاسل کی قدر و قیمت کا مدار و مدار خونی و نسلی اور ان کی مواقع پر وطنی رابطے پر ہے۔ مگر انسانی شرافت و کرامت کا دار و مدار صرف اخلاق کردار پر ہے اور نسلی و خونی رابطہ کا یہاں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

حضرت نوح نے جب اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کے لیے سفارش کی اسے اپنا اہل بتایا تو اللہ نے ان کی اس دلیل کو رد کر دیا اور ایک قسم کی تہدید کی۔ حضرت ابراہیم کو والد کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے روک دیا گیا۔ خود حضرت خاتم الانبیاء کو بھی اپنی والدہ کے لیے دعائے مغفرت سے روک دیا گیا، اس لیے کہ یہاں وحدتِ خون و نسل کے باوجود وحدتِ اخلاق کا نام و نشان بھی ہے لہٰذا دونوں کو ایک صف میں لانے کا امکان نہیں ہے۔ غرض کہ شرافتِ انسانی کا سارا دار و مدار اخلاقی کردار پر ہے نسل و وطن پر ہرگز نہیں ہے۔

ٹھیک اسی بنیاد پر اسلام نے سب انسانیت کو اصولاً ایک امت قرار دیا ہے۔ سب افرادِ انسانی مشترک اخلاقی فطرت رکھتے ہیں۔ ایک امت قرار دیا ہے۔ "اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ"

مذہب کی متعین شکل کے متعلق یہ بیان سامنے رکھنا از حد ضروری ہے تاکہ مذہب اور خرافیات، بدعت و سنت اور توحید و شرک کی حدود واضح رہیں۔

تجدید حضرت خاتم الانبیاء سے پہلے مذہب میں بگاڑ آجانے کے بموجب اصلاح کی ضرورت ہوتی تھی۔

AsliAhleSunnet.com

تو اس کے لیے اللہ پاک کسی نبی کو بھیجتا تھا اور وہ دین کو دوبارہ اپنی شکل پر قائم کرتا تھا۔ اس کی سماعت و اطاعت فرض ہوتی تھی بلکہ شریعت کا سارا نظام اسی کی شخصی اطاعت پر ہوتا تھا۔ ایک نبی اپنے سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مطاع باذن اللہ» ہوتا ہے وہ نہ صرف دین کو دوبارہ قائم کرتا ہے بلکہ خود شرعی حدود کو دوبارہ قائم کرتا ہے۔

تکمیلِ دین

چونکہ حضرت خاتم الانبیاء پر دین و شریعت دونوں کمال کو پہنچ گئے ہیں اور چونکہ کمال کے بعد اضافے اور ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ لہٰذا اب امت دین کے بگاڑ کا علاج صرف تجدید دین ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ دین و شریعت نے دعوتِ محمدی میں جو شکل اختیار کی ہے اسے اپنا ہمہ وقتی معیار اور ماڈل مان کر معاشرے کی بھول چوک اور افراط و تفریط کا علاج کیا جائے اور اب کسی بھی شخصی دعوے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اب تو صرف اتباع کا راستہ کھلا ہے۔ «لو کان موسیٰ حیاً ماوسعہ الا اتباعی» (موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرے اتباع کے سوائے ان کے لیے اور کوئی راستہ کھلا نہ ہوتا۔ ح)

چنانچہ روایات اسلام اسی بات پر متفق ہیں کہ جب حضرتِ مسیح دنیا میں تشریف لائینگے تو وہ شریعت محمدی کا اتباع کرینگے وہ اپنی شریعت پر یا اپنے اجتہاد پر عمل نہ کریں گے۔ اس لیے کہ شریعت و دین کی حضرت خاتم الانبیاء پر تکمیل ہو چکی تھی اور اب ساری کائناتِ انسانی کیلئے یکساں نظم و نسق کی ضرورت ہے اور وہ اسلامی شریعتِ عالمگیر کے ذریعہ قائم ہوگا۔ وقتی مسائل کو اجتہاد و باہمی مشاورت سے حل کیا جائے گا۔

تجدید دین اور خرافیات کا تعلق

انسان کبھی بھی تصورِ خالق اور تصور عاقبت سے خالی نہیں رہا۔ ماضی کے ابتدائی پتھر کے Tool Age میں بھی یہی انسان کو جب پیٹ کے دھندے سے فرصت ملتی تھی تو وہ مختلف اخلاقی تپ تپسیا میں عاقبت کی تیاری میں لگ جاتا تھا۔ آثار قدیمہ کی تحقیقات اس میں کوئی شک نہیں چھوڑتیں۔ اس تپ تپسیا کے علاوہ ہمیں اسی ابتدائی تاریخ میں انسان اپنے آباء و اجداد کی قبروں میں یا ان کے اردگرد کچھ ایسی رسوم ادا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے آباء کی آئندہ زندگی کے لیے کچھ سہولتیں مہیا کرتا ہے۔ ایسے ہی وہ مختلف ہیبت ناک مناظر قدرت کو اپنا مرجع امید و بیم مان کر اپنی حاجت روائی کی تدبیر کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ ہے اس کے ابتدائی ایمان باللہ کا ثبوت۔ یہ ہے دین مبین کے مقابل خرافیات کی حیثیت۔

وہ انسانی ظن و تخمین کے اندازے ہیں جو انسان بطور خود خالق کائنات کے متعلق اور حیاتِ اخروی کے

AsliAhleSunnet.com

متعلق قائم کرتا ہے ۔ وہ عالم خلق میں قیدی انسان کے عالم امر کے متعلق اندازے ہیں ۔ اور متعین مذہب عالم امر کے دار الیقین کی طرف سے خالق برحق کا اور حیات اُخروی کا واقعاتی اظہار ہے ، جس میں شک و ظن و تخمین کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

تجدید دین کا معنیٰ

اور تجدید دین کا مفہوم یہ ہے کہ عالم امر کے یقینیات کی روشنی میں عالم خلق کے کاروبار کو درست کرنا ۔ اسی نقطۂ نظر سے دنیا عاقبت کے لیے صرف ایک مزرع کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی حیثیت سے دنیا کو قبول کرنا انسان کو ہزار بلاؤں سے نجات دیتا ہے ۔ سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ چونکہ اس نقطۂ نگاہ سے دنیا کو مقصودِ حیات قرار دینے کا امکان نہیں رہتا ۔ لہٰذا تمام وہ جھگڑے قدرتاً ختم ہو جائیں گے جو دنیا کو مقصدِ حیات قرار دینے سے پیدا ہوتے ہیں ۔

کائناتِ انسانی کا دار الامن اور دار السلام ہونے کا اعتقاد اسی کا پھل ہے ۔

لیکن عالم خلق کی تنگ گھاٹی میں بیٹھ کر خالقِ کائنات و عاقبت کے اندازے قائم کرنے سے خرافات کا سارا ملبہ تیار ہوتا ہے ، جو یقینی و بے یقینی کی حدود کو مسمار کر دیتا ہے ۔

اور چونکہ انسان ظن و دماغی جمناسٹک سے شاید ہی کبھی پاک رہا ہو ۔ لہٰذا وہ بہت جلد عالم خلق کے ظنیات و عالم امر کے یقینیات کو خلط ملط کر دیتا ہے اور دینِ حق میں بہت سے باطل تصورات کو ملا دیتا ہے ۔

سابقہ امتوں میں حق و باطل کی حدود کو بار بار ممتاز کرنے کے لیے انبیاء آتے تھے ۔ مگر شریعت و دین کی تکمیل کے بعد حق و باطل کے اس امتزاج کو صاف کر کے حق کو حق اور باطل کو باطل دکھانے کا کام ایک عملِ تجدید کہلاتا ہے اور اللہ پاک نے اس کے لیے مجددین کا سلسلہ قائم کر دیا ہے اور ہر صدی کے آغاز میں اللہ پاک نے اس کا سامان کر دیا ہے ۔

مگر چونکہ مجدد کا کام ایک واضح و طے شدہ راستے کی طرف بلانا ہوتا ہے ، اُسے بطورِ خود کوئی چیز متعین کرنا نہیں ہوتی لہٰذا اس کے اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

چونکہ اسلام کے ملۃ ، سہلۃ ، سمحۃ ، بیضا کے اصول و مبانی کے واضح ہونے کے باوجود خرافیات کا کوڑا کرکٹ اس میں آ جاتا ہے ، لہٰذا اس کی تجدید اسی چیز کو صاف کرنے کے لیے ہوتی ہے ۔

اس صدی کی تجدید عالمگیر: آج امت اسلامیہ اپنی مادی بقا کے لیے بھی ایک عالمگیر تجدید کے لیے مجبور ہے اور یہ کام بنیادی طور پر علمائے امت کو انجام دینا ہوگا لہٰذا اپنی اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق یہ سطور بحیثیت ایک مسلمان کے لکھی گئی ہیں ۔ اور اسی حیثیت سے انھیں اشاعت دلانے کے لیے جماعتِ اہلحدیث ہند کو بھیجا جا رہا ہے ۔

●●● ———

AsliAhleSunnet.com

امام ابن جارود صاحب المنتقیٰ

متوفی ۳۰۷ھ/۹۱۹ء

مرتب: محمد حنیف عبدالرشید هندی
۳/ کلیۃ الحدیث الشریف
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

نام، نسب اور کنیت:

آپ کا نام عبداللہ کنیت ابو محمد اور سلسلہ نسب یہ ہے: عبداللہ بن علی بن جارود[1]

ولادت:

سنہ ولادت کے تعین کا علم نہ ہو سکا البتہ حافظ ذہبی آپ کی ولادت کے بارے میں رقمطراز ہیں: ولد فی حدود الثلاثین ومائتین[2] آپ دو سو تیس ہجری کے حدود میں پیدا ہوئے۔

وطن: وطن مالوف نیشاپور ہے بنا بریں آپ نیشاپوری کہلاتے ہیں، لیکن مکہ مکرمہ کی مجاورت اختیار کر لی تھی۔

نشو ونما:

آپ نے جس دور میں آنکھیں کھولیں وہ تاریخ حدیث میں عصر ذہبی (سنہرا زمانہ) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ زمانہ علمی نشو ونما کے لیے سازگار سے سازگار تر تھا۔ ہر چہار جانب علم حدیث کا چرچا تھا۔ دنیا کے گوشے گوشے میں علم حدیث کی روشنی پھیل گئی تھی۔ خوش قسمتی سے آپ کی ولادت بھی ایسے مبارک زمانے میں خاص کر نیشاپور جیسے شہر میں ہوئی جو گہوارۂ علوم وفنون اور مرکز ثقافی کی حیثیت رکھتا تھا اور جلیل القدر محدثین کے نفوس پاک نے اسے مرجع خلائق بنا رکھا تھا اس لیے لازمی طور پر آپ نے بھی اس مقدس فن کی جانب توجہ کی اور باکمال اصحاب فن سے اکتساب فیض کیا۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۷۹۴

[2] سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۲۳۹

AsliAhleSunnet.com

شیوخ:

چند شیوخ کے نام مندرجہ ذیل ہیں: ابو سعید اشج[1] - محمود بن آدم[2] - علی بن خشرم[3] - یعقوب بن ابراہیم دورقی[4] - عبداللہ بن ہاشم طوسی[5] - حسن بن محمد زعفرانی[6] - احمد بن ازہر[7] - محمد بن ابی عبدالرحمان مقری[8] - احمد بن یوسف سلمی[9] - محمد بن یحییٰ ذہلی[10] - اسحاق کوسج[11] - زیاد بن ایوب[12] - بحر بن نصر[13] - محمد بن عثمان بن کرامہ[14] - عبدالرحمن بن بشر[15] - محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم[16] - امام ابن خزیمہ[17] -

تلامذہ:

بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں - ابو حامد بن شرقی[1] - محمد بن نافع مکی[2] - یحییٰ بن منصور[3] - دعلج بن احمد سجزی[4] - ابو القاسم طبرانی[5] - محمد بن جبریل عجیفی[6] - ابوبکر احمد بن عبداللہ بن عبدالمومن زیات[7] - حسن بن عبداللہ بن حاجی زبیدی[8] - احمد بن تقی[9] -

حفظ و اتقان اور حدیث میں مقام:

آپ بلند پایہ محدث، حافظِ حدیث، امامِ فن اور صاحبِ نقد تھے، چنانچہ علامہ ذہبی آپ کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں: هو الحافظ الامام الناقد یعنی آپ حافظِ حدیث، امامِ فن اور مرویات کے جانچ پرکھ کے ماہر تھے نیز فرماتے ہیں: وكان من العلماء المتقنين المجودين - یعنی آپ صاحبِ ضبط و اتقان اور جید علماء میں سے تھے - حاکم اور دیگر حضرات نے آپ کی مدح و منقبت کی ہے اور خراجِ تحسین پیش کیا ہے[2] حدیث میں آپ کے مقام کا اندازہ لگانے کے لیے صرف اس قدر کافی ہے کہ آپ کا شمار جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے - جرح و تعدیل میں آپ کی ایک تالیف ہے اور آپ کی کتاب "المنتقی" بلند پایہ کتبِ حدیث کی صف میں شامل ہے -

وفات:

امام ابن جارود نے ۳۰۷ ہجری مطابق ۹۱۹ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کیا اور علمِ حدیث کا یہ روشن آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا - سقى الله ثراه وجعل الجنة مثواه -

(نوٹ) سنہ وفات صاحب الرسالہ المستطرفہ نے ۳۰۶ھ یا ۳۰۷ھ تحریر کیا ہے اور ذہبی وغیرہ نے سنہ ۳۰۷ھ رقم فرمایا ہے - سن عیسوی کا ذکر صرف معجم المولفین اور اعلام زرکلی میں ہے - لیکن اول الذکر میں ۹۱۹ء ہے اور آخر الذکر

---

[1] تذکرة الحفاظ ۳/۷۹۴ سیر اعلام النبلاء ۱۴/۲۳۰، مختصر طبقات علماء الحدیث ۱/ ق ۹۶ ب

[2] تذکرة الحفاظ ۳/۷۹۴ و سیر اعلام النبلاء ۱۴/۲۳۰ -

AsliAhleSunnet.com

میں ۹۲۰ء ہے [1]

تصانیف :

آپ کی تصانیف کے سلسلے میں صرف تین کتابوں سے آگاہی ہوسکی ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) المنتقی　(۲) الجرح والتعدیل [2]　(۳) کتاب التاریخ [3]

المنتقیٰ لابنِ الجارُود

اجمالی تعارف :

یہ امام ابن جارود کی مشہور و معروف تالیف ہے اور ان مہتم بالشان اور مستند کتابوں کی صف میں شامل ہے، جن کا محدثین کرام نے اعتبار کیا ہے اور جن کی حدیثوں سے احتجاج کیا ہے ۔ اس کا پورا نام یہ ہے : "کتاب المنتقی من السنن المسندة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ یہ احکام و سنن سے متعلق احادیث کا ایک منتخب مجموعہ ہے جو ایک جلد میں ہے ۔

سنن وہ کتابیں ہیں جو فقہی ابواب پر مرتب ہوں اور صرف احادیث مرفوعہ پر مشتمل ہوں، موقوف یا مقطوع حدیث ان میں نہ ہو کیونکہ موقوف اور مقطوع کو محدثین کی اصطلاح میں سنت نہیں کہا جاتا ہے بلکہ حدیث کہا جاتا ہے ۔ اگر غیر مرفوع پائی بھی جائے تو ندرت کے طور پر (ملاحظہ ہو اصول التخریج ص ۱۳۱ و دراسة الاسانید للدکتور محمود الطحان) صاحب الرسالة المستطرفہ رقمطراز ہیں کہ اس میں تقریباً آٹھ سو حدیثیں ہیں [4] لیکن اس کتاب کا جو نسخہ پاکستان سے چھپ کر شائع ہوا ہے اس کی حدیث شماری کے مطابق یہ کتاب ۱۱۱۴ حدیثوں پر مشتمل ہے ۔

کتب احادیث میں اس کا مقام :

یہ کتاب کتب حدیث میں خاص حیثیت کی حامل ہے اس کی علمی قدر و منزلت کا اندازہ لگانے کے لیے اس قدر کافی ہے کہ صحیحین کے علاوہ خالص صحیح میں جو مجموعہائے احادیث قلم بند کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے اور

---

[1] تذکرة الحفاظ ۳/۹۴، ومعجم المولفین ۶/۸۷ والاعلام ۲/۵۶۹ و الرسالہ المستطرفہ ۲۰

[2] مفتاح السنہ ۱۵۲، الجرح والتعدیل لابی لبابہ حسین ۱۶۳، بحوث فی تاریخ السنة المشرفة لاکرم ضیاء ۱۰۴

[3] کنز العمال ۱/۸　[4] الرسالة المستطرفہ ص ۲۰

AsliAhleSunnet.com

الفی کی صف میں اس کا بھی شمار ہوتا ہے جیسے صحیح ابنِ خزیمہ، صحیح ابن عوانہ اور صحیح ابن سکن وغیرہ۔ بلاشبہ مصنف نے اس کی تالیف میں دقتِ نظر سے کام لیا ہے۔ علامہ ابن عبدالہادی اس کے متعلق رقمطراز ہیں: ھو نظیف الاسانید[۱] یعنی اس کی سندیں صاف ستھری ہیں۔ حافظ ذہبی رقم فرماتے ہیں لا ینزل فیہ عن رتبۃ الحسن ابدا الا فی النادر فی احادیث یختلف فیھا اجتھاد النقاد[۲] یعنی مولف اس کتاب کے اندر (حدیثوں کے انتخاب میں) حسن کے درجے سے نیچے کبھی نہیں اترتے مگر نادر طور پر ان حدیثوں کے اندر جن میں ناقدین فن کے اجتہادات مختلف واقع ہوئے ہیں۔ کتانی کا بیان ہے: وتتبعت فلم ینفرد عن الشیخین منھا الا بیسیر[۳] یعنی اس کتاب کے تتبع اور جستجو سے پتہ چلا ہے کہ اس کی تھوڑی حدیثوں میں صحیحین سے تفرد کیا گیا ہے۔ سید عبداللہ ہاشم لکھتے ہیں: فالحفاظ یعتبرونہ فی درجۃ الموطا وصحیح ابن خزیمۃ وابی عوانۃ وابن السکن والمستخرجات والعزو الیھا معلم بالصحۃ۔[۴] یعنی حفاظ حدیث منتقی ابن جارود کا اعتبار موطا، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن سکن اور مستخرجات کے درجے میں کرتے ہیں۔ اور ان مذکور کتابوں کی طرف انتساب صحت کا پتہ دیتا ہے۔ علامہ ابن حزم کا خیال ہے کہ کتب حدیث میں سب سے اعلیٰ درجہ پر صحیحین ہیں پھر صحیح ابن سکن، منتقی ابا جارود اور منتقی ابن اصبغ کا مرتبہ ہے پھر ان کے بعد ابوداؤد، نسائی وغیرہ کی کتابوں کا نمبر ہے[۵] شاہ عبدالعزیز صاحب کا بیان ہے کہ یہ کتاب گویا صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج ہے۔ لیکن چونکہ اس میں اس کے اصول احادیث پر اکتفا کیا ہے، اس لیے اس کا نام منتقی رکھا۔[۶]

بعض خصوصیات:

۱۔ ایک خصوصیت اسانید کی نظافت اور احادیث کی صحت ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ احادیث صحیحہ کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔

۲۔ اس کی تھوڑی حدیثوں میں صحیحین سے تفرد کیا گیا ہے، جیسا کہ کتانی کا قول گذر چکا۔

۳۔ چونکہ یہ کتاب احکام میں ہے اس لیے احکامی روایات کی معرفت کراتی ہے

۴۔ یہ کتاب فقہی صلاحیت اور اجتہادی بصیرت ودیعت کرتی ہے۔

تخریجِ احادیث:

سید عبداللہ ہاشم یمانی مدنی نے اس کی حدیثوں کی تخریج کی ہے جس کا نام تیسیر الفتاح الودود فی تخریج المنتقی

---

[۱] مختصر طبقات علماء الحدیث ۱/ق ۹۶ ب [۲] سیر اعلام النبلاء ۱۴/۲۳۹ [۳] الرسالۃ المستطرفہ ص ۲۰
[۴] مقدمہ منتقی ابن جارود للسید عبداللہ ہاشم ص ۵ [۵] تدریب الراوی ۱/۱۱۰ [۶] بستان المحدثین ص ۲۲۰

AsliAhleSunnet.com

لابن الجارود ہے ۔

شروح :

علامہ ابو عمرو اندلسی نے اس کی ایک شرح لکھی ہے جو "المرتقی فی شرح المنتقی" سے موسوم ہے [۱]

اطراف :

حافظ ابن حجر کی ایک کتاب "اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ" آٹھ اجزاء میں ہے ۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل کتابوں کے اطراف پر مشتمل ہے ۔ موطا [۱]، مسند شافعی [۲]، مسند احمد [۳]، مسند دارمی [۴]، صحیح ابن خزیمہ [۵]، منتقی ابن جارود [۶]، صحیح ابن حبان [۷]، مستخرج ابی عوانہ [۸]، مستدرک حاکم [۹]، شرح معانی الآثار [۱۰]، سنن دارقطنی [۱۱]۔

زوائد :

محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی نے اس کی حدیثوں کے زوائد قلمبند فرمائے ہیں جو "الحوض المورود فی زوائد منتقی ابن الجارود" کے نام سے موسوم ہے ۔

یہاں ایک عدد کا اضافہ اس لیے کیا کہ مصنف کو صحیح ابن خزیمہ کا ایک چوتھائی حصہ دستیاب تھا [۲]

(نوٹ) یہ کتاب (منتقی ابن جارود) ہندوستان اور پاکستان میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکی ہے ۔

نمونہ منتقی ابن جارود

باب فرض الوضوء

قال اللہ عزوجل : "یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ" الآیۃ الدلیل علی ان ھذا علی بعض القائمین دون بعض :

۱ ۔ ما حدثنا عبد اللہ بن ھاشم قال ثنا یحیی ۔ یعنی ابن سعید ۔ ح و ثنا اسحق بن منصور، حدثنا عبد الرحمن بن مھدی جمیعاً عن سفیان عن علقمۃ بن مرثد عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ عند کل صلاۃ، فلما کان یوم الفتح توضأ ومسح علی خفیہ فصلی الصلوات بوضوء واحد، فقال عمر رضی اللہ عنہ : یا رسول اللہ انک فعلت شیئاً لم تکن تفعلہ، قال "انی عمداً فعلتہ یا عمر" الحدیث لاسحق ولم یذکر ابن ھشام "ومسح علی خفیہ" ص ۱۱

---

[۱] الرسالۃ المستطرفہ ص ۲۰ ۔ [۲] ذیل تذکرۃ الحفاظ لابن فہد ص ۳۳۳

AsliAhleSunnet.com

صفة صلاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷۷ - حدثنا ابن المقرئ وهارون بن اسحاق ويوسف بن موسى، قالوا ثنا سفيان عن الزهري عن سالم عن ابيه رضی اللہ عنه انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين - (ص ۶۹)

باب القراءة وراء الامام

۳۲۱ حدثنا محمد بن يحيى قال ثنا احمد بن خالد، قال ثنا محمد بن اسحاق عن مكحول عن محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنهما قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الغداة فثقلت عليه القراءة فلما انصرف قال: انى اراكم تقرؤن وراء امامكم. قال قلنا اجل والله يا رسول الله هذا قال: فلا تفعلوا الا بأم القرآن فانه لا صلاة لمن لم يقرأ بها - (ص ۱۸)

ترجمہ

وضو کی فرضیت کا باب:

اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ اے مومنو! جب تم نماز کا قصد کرو تو اپنا منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ اور اپنے سر کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔

اس بات کی دلیل کہ اس آیت میں وضوء کا حکم بعض لوگوں کے لیے ہے جن کا وضو باقی نہ ہو۔ ان لوگوں کے حق میں نہیں ہے جن کا وضو باقی ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

۱ - بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے۔ جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا اور ایک ہی وضو سے چند نمازیں پڑھیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے ایک ایسا کام کیا جسے اس سے پہلے نہیں کرتے تھے۔ (یعنی ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا۔) تو آپ نے فرمایا اے عمر میں نے ایسا قصدا کیا ہے۔

آپ نے فرمایا اے عمر! میں نے ایسا قصدا کیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صفت کا بیان :

۱۷۷ ۔ سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز کا افتتاح کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں مونڈھوں کے بالمقابل اٹھاتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تب بھی اٹھاتے اور جب رکوع سے کھڑے ہوتے تب بھی اٹھاتے اور دونوں سجدوں کے درمیان میں نہیں اٹھاتے تھے یعنی ان تین حالتوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ ایک نماز شروع کرتے وقت، دوم رکوع میں جاتے وقت، سوم رکوع سے سر اٹھاتے وقت ۔

امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کا باب :

۳۲۱ ۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو آپ پر قرآن کا پڑھنا دشوار ہوگیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرآن پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! بخدا ہم لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اس کے پڑھنے میں جلدی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو کیونکہ جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی سرے سے نماز ہی نہیں ہوئی ۔

ناچ ، ملبی دوڑ اور عورتیں :

امریکہ کی اوریگیت یونیورسٹی کے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے اپنے ایک سالانہ اجتماع میں یہ اعلان کیا ہے کہ جو عورتیں ناچتی ہیں، یا لمبی دوڑ لگانے کی ورزش کرتی ہیں ان کے حیض (ماہواری) کا نظام اوائل عمر ہی میں بگڑ جاتا ہے اور ایسی عورتیں بہ وجہ دوران ہارمون کی افزائش کے نتیجے میں سینے کے کینسر اور ہڈیوں کی کمزوری کا شکار ہو جاتی ہیں ۔ ڈاکٹروں کی اس ٹیم نے زور دیا ہے کہ عورتیں اس قسم کا کام چھوڑ دیں

(المجتمع کویت ۱۶ راگست ۱۹۸۳ء)

نوٹ : جو لوگ دین و شریعت کی راہ سے نہیں مانتے فطرت ان سے اسی طرح منواتی ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

دینی نصاب تعلیم میں حدیث و فقہ کی حیثیت

شبیہ عبدالمعید

کسی اسلامی ادارے کے نصاب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فرد کی عقلی اور نفسیاتی تربیت کی جائے تاکہ وہ مستقبل میں ملت کی تعمیر میں حتی الامکان بہتر سے بہتر حصہ لے سکے یا کم از کم معاشرہ کا ایک بہترین رکن بن کر زندگی گزار سکے۔ عقلی، اور نفسیاتی تربیت کے لیے جو نصاب تیار کیا جاتا ہے، اس میں بہت سے عوامل اور اثرات کارفرما ہوتے ہیں۔ اس پر ماحول اور زمانوں کے دھوپ چھاؤں کا اثر پڑتا ہے۔ وہ احتیاجات اور عصری تقاضوں کی چھلنی میں چھن کر ایک خاص شکل اختیار کرتا ہے نئے نئے لباس اور پیرہن مانگتا ہے۔ اسلامی ادارے عوامل اور موثرات کا صحیح اور دینی جذبوں سے ہم آہنگ اثر قبول کر سکتے ہیں۔

ہم اپنے نصاب تعلیم میں اسلوبِ بیان، طرز بحث و استنتاج میں اس منہج کو اپنا سکتے ہیں، جو ہمیں حق و صداقت کی راہ پر گامزن رکھے، دینی مسلمات کے سلسلے میں تشکیک نہ پیدا کرے۔ زمانے اور ماحول کے اثرات کو اسی قدر قبول کیا جا سکتا ہے جو تمدن کی گاڑی کو اسلام کی شاہراہ پر لے کر چلنا سکھائے، نہ کہ مسلمات کو قابلِ تغیر بتلائے اور اخلاقیات کو پامال کر دے اور بندگانِ شکم پیدا کرنے لگے۔

نصاب میں مکانی اور جغرافیائی حدود کے تقاضے بھی دخل انداز ہو سکتے ہیں۔ ایک ملک کا نصاب تعلیم دوسرے ملک سے مختلف ہو سکتا ہے، مسلمات کے علاوہ دوسرے امور میں ایک جگہ کا نصاب تعلیم دوسرے مقام کے نصاب تعلیم سے جدا ہو سکتا ہے۔

ہندوستان میں ہماری حیثیت مسلم اقلیت کی ہے۔ اقلیت کے جتنے مسائل اور پیچیدگیاں ہو سکتی ہیں وہ سب یہاں موجود ہیں۔ تعمیر ملت کا کام مسلم عوام کو ہی کرنا ہے۔ سیاسی ادارہ اور سیاسی قیادت سے ہم ملت کی نگہبانی کی توقع نہیں کر سکتے۔ اس جغرافیائی اور اجتماعی تناظر میں ہی مرتب نصاب تعلیم کی ہمیں ضرورت ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟ اس میں کس حد تک زمانی اور مکانی تقاضوں کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ کچھ مسلم قیادت یعنی علماء کی غفلت اور کچھ وسائل کی قلت کی بنا پر اس طرف توجہ نہیں ہو سکی، اگر کسی گوشے پر توجہ ہوئی بھی تو اس کی حیثیت نصاب تعلیم کے دوسرے اجزاء کی بہ نسبت سواری کی رہی ہے۔ سواری تو تیار ہوئی لیکن سوار کو نہیں تیار کیا گیا یا مولانا مونگیری کے الفاظ میں صرف قلم ہی بنایا جاتا رہا، لکھنے کی نوبت نہیں آئی اور وقت گزرنے کے ساتھ سواری بھی لاغر و ضعیف ہو چکی ہے اور قلم بھی خستہ ہو گیا ہے۔

آج ہمیں اسلام کی حد بندیوں میں رہتے ہوئے زمانی اور مکانی تقاضوں کو قبول کرنا پڑے گا، ان صحیح اثرات کو قبول کرنے کے بعد ہی ہم ملت کی تعمیر کما حقہ کر سکتے ہیں اور اسی وقت ہم اپنے اداروں میں افراد کی عقلی اور نفسیاتی تعمیر کر سکتے ہیں۔

مسلم اقلیت کی حیثیت سے ہمارا نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے کہ وہ ایسے افراد پیدا کرے جن کے اندر یگانگت کا شعور ہو اور ملت کی وحدت کا جذبہ ابھرے۔ نصاب تعلیم کے دیگر لوازمات جس قدر بھی مہیا ہوں ان پر بھی ملت اسلامیہ ہند کی وحدت کی چھاپ ہونی چاہیے۔ تاکہ ملت کی کوششیں ایک رُخ اختیار کر سکیں۔ باہم متصادم نہ ہوں۔ اور یہ وحدت محض اندھی بہری وحدت نہ ہو نہ کسی کی حق کی حق تلفی پر مبنی ہو۔ اصول و فروع کل دین کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا نصاب کسی فرد یا ادارہ کی حوصلہ مندیوں سے تکمیل نہیں پا سکتا۔ اس کے لیے ملت کی ضرورتوں کو سمجھنا اور اسلامی اخوت کا ثبوت دینا ہوگا۔

اسلامی اداروں کے نصاب تعلیم کے ہر عنصر کا اپنا ایک خاص مقام اور اہمیت ہے، نصاب تعلیم سے مطلوبہ نتائج فرد کی عقلی و نفسیاتی تعمیر اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہر عنصر کو اس کا مقام دیا جائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور ہر ایک کو اپنا اپنا کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر ایک عنصر کا مقام یہ ہے کہ اسے آخری درجہ ملنا چاہیے لیکن اسے درجہ اولیں مل جائے تو پھر مطلوبہ نتائج کا حصول غیر ممکن ہوگا۔

اسلامی اداروں کے نصاب تعلیم میں حدیث اور فقہ کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ حدیث کا مقام یہ ہے کہ وہ سرچشمۂ ہدایت ہے، انسان کے تمام احتیاجات کا حل اس کے اندر موجود ہے۔ ضرورتوں، تقاضوں اور مسائل کو حل کرنے کی ذمہ داری فقہ پر ہے۔ یہ فقہ کا کام ہے کہ سرچشمۂ ہدایت کے نظائر کو سامنے رکھ کر نو پدید مسائل کا حل پیش کرے۔ حدیث اور فقہ کی اس اساسی حیثیت کے پیش نظر الحفص اولیت ملنی چاہیے اور ان کی جو اہمیت ہے اس اہمیت کے پیش نظر الحفص پڑھنا چاہیے۔

AsliAhleSunnet.com

حدیث سے دینی اداروں کی وابستگی کا حال یہ ہے کہ ان میں صحاح ستہ ختم کرادی جاتی ہیں، کہیں انھیں ایک سال کے کورس میں ختم کیا جاتا ہے، کہیں کچھ مزید توجہ دی جاتی ہے اور کہیں انھیں سہ ماہی تک استاذ طالب علم سب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر ششماہی تک صرف استاذ سمجھتا ہے اور ششماہی کے بعد کوئی بھی نہیں سمجھتا۔ کہیں حتی الامکان سال بھر ترجمہ کی حد تک وابستگی رہتی ہے اور سمجھنے کی کوشش ہوتی ہے۔ پھر ہر ادارہ ان مقدس احادیث کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتا ہے اور عمل کی باری آتی ہے تو ضعیف اور موضوع اور صحیح کے درمیان تمیز کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی۔ ظاہر ہے کہ حدیث سے ایسی تعلیمی وابستگی کو "تبرک" کا نام دیا جاسکتا ہے۔

فقہ اسلامی بصیرت کا نام ہے (من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین) یہ اسلامی بصیرت زندگی کے تمام گوشوں میں روشنی بکھیرتی ہے۔ ادب میں دینی بصیرت، سیاست میں دینی بصیرت، فلسفہ میں دینی بصیرت، اقتصاد میں دینی بصیرت غرضیکہ یہ دینی بصیرت تمام شعبہائے حیات میں جلوہ گر ہوسکتی ہے۔ یہ بصیرت اللہ کا عطیہ ہوتی ہے اور کتاب وسنت میں غور وفکر اور قیاس واجتہاد کے وسائل کا اکتسابی ثمرہ بھی۔ یہی بصیرت اسلاف کو ملی تھی اور اس کے نتیجے میں انھوں نے علم وفکر کا بے بہا سرمایہ ہمارے لیے چھوڑا۔

ہماری درس گاہوں میں آج فقہ کا مفہوم تنگ کرکے اس کی بنیاد پر تحزب کے گھروندے تعمیر کرلیے گئے ہیں اور انھیں خوش کن "محلات" میں جیسے کا سارا جتن کیا جاتا ہے، فقہ کی تعلیم آج جس طرح دی جاتی ہے، اس سے ایسے افراد پیدا ہوتے ہیں جو تحزب کے قلعوں کے محافظ معلوم ہوتے ہیں۔

دینی اداروں میں فقہ کے بٹوارے نے بڑے دوررس نتائج چھوڑے ہیں۔ اس بٹوارے نے ملت اسلامیہ ہند کے تہذیبی وسعت اور ارتقاء کو نقصان پہنچایا اور تاریخ کو مسخ کرکے رکھدیا ہے۔

مسلم اقلیت اور محکوم کی حیثیت سے ہماری ڈیڑھ سوسالہ تاریخ اعلیٰ اور حنبلی تاریخ بن کر رہ گئی ہے۔ ۔ ۔ بلکہ بسا اوقات چالاک اور عیار قلم نے انسانوں کو تاریخ بناڈالا ہے اور تاریخ کے اندر بناؤ کے جو اثرات ہوسکتے ہیں انھیں تباہ کرکے رکھ دیا ہے۔ بات نئے نصاب تعلیم کی ہورہی ہے تو اس میں "تبرک" اور "تحزب" کو چھانٹ دینا ضروری ہے۔ اس سے ملت کی چولیں روز بروز ڈھیلی ہورہی ہیں۔ دینی نصاب تعلیم میں حدیث اور فقہ کو "کم" و "کیف" نزول اعتبار سے ان کا اصل مقام ملنا چاہیے۔

حدیث ہدایت کا سرچشمہ اور تمام انسانی احتیاجات کا جواب ہے ہمیں انکی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر

AsliAhleSunnet.com

حدیث پڑھنا ہوگا۔ سرچشمۂ ہدایت ہونے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہونے کی وجہ سے اس پر طہارت اور عصمت کی چھاپ لگی ہے ہمیں احادیث کو ادھر ادھر کھینچنے تاننے کے بجائے خالی الذہن ہوکر اسے سمجھنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ دنمونہ ہے ہمیں اسی اسوہ کی اتباع میں ہدایت مل سکتی ہے حیاتِ انسانی اور کائنات کے متعلق اس کی ہدایتوں سے مستفید ہونا اور حتی الامکان نئے نظریات ، رجحانات اور تصورات کے کھوٹ پن کو اس کی روشنی میں واضح کرنا بھی ضروری ہے۔

حدیث کے سائے میں رہتے ہوئے اساتذہ اور طالب علم کو اس کے کیف آگیں ، روح پرور اور عطر بیز ماحول سے اخلاقی اعتقادی اور عملی دنیا کو معطر بنانا اشد ضروری ہے۔ روحانی جسمانی اور نفسیاتی احتیاجات کو حدیث سے پورا کرنے کے بعد پھر ادھر ادھر بھٹکنا مناسب بات نہیں ہے۔

حدیث کو پڑھتے ہوئے قواعد لغت کے اعتبار سے ان کی تفہیم ہونی چاہیے اور قرآن کی آیات کو بھی حتی الامکان ان کی ہم معنی اور شارح احادیث سے ملانا چاہیے تاکہ دونوں سرچشموں کے سنگم سے انسان کی اعتقادی اور عملی زندگی میں نکھار پیدا ہو جائے۔

احادیث سے رسول اللہ کی زندگی کے تمام گوشے نمایاں ہیں ان کی جامع وضاحت ہونی چاہیے۔ حدیث سے متعلق قدیم و جدید جو اعتراضات و شبہات ہیں یا تعقل پسندی کے نتیجے میں اپنوں اور غیروں نے حدیث کا مقام گرانے کی جو کوشش کی ہے اس کی بھی علمی تردید ہونی چاہیے۔

حدیث کے طالب علم کو مصطلحاتِ حدیث سے بھی متعارف ہونا ضروری ہے تاکہ حدیث کے رتبوں کو جان سکے اور معیار ردّ و قبول سے آگاہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں حدیث اور علوم حدیث کے ائمۂ عظام کا ایک مختصر اور جامع خاکہ ہونا چاہیے۔

مختصراً حدیث کے نصاب میں پانچ پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ (۱) اعتقاد (۲) فقہ ، (۳) سیئتر (۴) نئے اور پرانے شبہات کی تردید اور حدیث کی اہمیت کی توضیح (۵) مصطلحاتِ حدیث، اور علوم حدیث کے ائمۂ عظام کی تاریخ کا مختصر اور جامع خاکہ۔

انہی پانچ امور کو سامنے رکھ کر ہمیں موجودہ نصابِ حدیث اور طرزِ تدریس کا متبادل تلاش کرنا ہوگا۔ مختلف مراحل کے معیار کے مطابق ہم کو کتبِ حدیث و علوم حدیث کا انتخاب کرنا چاہیے۔ نچلی جماعتوں کے لیے بلوغ المرام ریاض الصالحین

AsliAhleSunnet.com

اور الادب المفرد پڑھائی جاسکتی ہے یا ان کے علاوہ معیار و سال کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے منتخبات پڑھائے جاسکتے ہیں۔ اور اونچی جماعتوں میں صحاح کے منتخبات پڑھائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً عقائد کو بخاری سے منتخب کیا جاسکتا ہے، سیر بخاری و مسلم اور شمائل ترمذی سے لے سکتے ہیں۔ اور فقہ ابوداؤد جامع ترمذی اور بخاری سے لے سکتے ہیں۔ مصطلحات کے لیے نزہۃ النظر ڈاکٹر صبحی صالح کی علوم الحدیث ڈاکٹر ضیاء الرحمن کی دراسات فی الجرح والتعدیل پڑھائی جاسکتی ہیں۔ موخرالذکر کی کتاب ائمہ عظام حدیث کی جامع تاریخ کے لیے بھی کافی ہوگی۔ اونچی جماعت والوں کے لیے ابن کثیر سیوطی، جمال الدین قاسمی وغیرہ کی کتابیں مفید ہیں۔ مقررات میں اس بات کا بھی لحاظ ہے کہ یہ مرحلہ وار طالب علم کے معیارِ فہم کو سامنے رکھتے ہوئے رکھے جائیں تاکہ کما حقہ وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس نصاب کو پڑھانے کے لیے اساتذہ کے اندر کن شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ ہندوستان کے مراحلِ تعلیم کیسے ہوں وہ دوسری بحث ہے، مذکورہ صورتوں کے لیے وسائل کی کمی کی شکایت بھی نہیں ہو سکتی۔

فقہ کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ فقہ انسانی افکار اور کوششوں کا نتیجہ ہے جس میں صاف پانی کے ساتھ ساتھ ریت بھی آسکتی ہے۔ اگر یہی ریت آمیز پانی پیاسوں کو دیدیا گیا تو اس سے ان کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ انسانی افکار اور کوششوں پر عصمت کی چھاپ نہیں لگی ہے۔ نہ مسائل فقہ کی کثیر تعداد اجماعی ہے جس پر عصمت کا دعویٰ کیا جاسکے۔ پھر مزید یہ کہ تعصبات کی دبیز تہوں نے اس کے اردگرد ایک ہالہ بنا دیا ہے کہ ان پر بحث و گفتگو کرنا دینی جرم کے ہم معنی قرار دیدیا گیا ہے۔ پھر برسوں کے جمے جمائے طریقے سے ایسی محبت ہو چکی ہے کہ اسے ہٹایا جانا قلب و ذہن پر بڑا بار ہوتا ہے۔

لیکن فروغِ حق کے لیے ان خود ساختہ شیش محلوں کو چکنا چور کرنا ہوگا تب فقہ کے عظیم سرمائے سے صحیح استفادہ ہو سکے گا۔ آج فقہ کی صحیح تعلیم کے لیے ہمیں دو چیزوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ فقہ کے آفاقی مفہوم کو اسلامی اداروں میں جگہ ملنی چاہیے اور اس راہ کی جتنی رکاوٹیں ہیں انھیں دور کرنا چاہیے۔ یہ رکاوٹیں بے شمار ہیں، اور ہر شخص انھیں رکاوٹ سمجھتا ہے۔ ضرورت بالجبر ان رکاوٹوں کو دور کر دیتی ہے، خواہ مخصوص ذہن ضد میں اور مناقشہ و بحث میں انھیں تقدس کا مقام دیدیں۔ اگر ہم ان رکاوٹوں کو دور کرلیں اور اس کے بعد فقہ کے تمام سرمائے سے استفادہ کریں، تعصبات اور تنگ نظریاں چھوڑ دیں تو کاروانِ فکر و نظر پھر سے جادہ پیما ہو سکتا ہے اور روز روز کے نظریات اور آئیڈیولوجیاں اسلامی افکار اور اسلامی معاشرہ پر حملہ آور نہیں ہو سکتیں ہیں یہ تحریک پیدا کرنے کے لیے ہمیں تمام فقہاء کے

کو اپنا سرمایہ سمجھا ہو گا اور نفرت دشمنی اور عداوت چھوڑنی ہو گی۔

ہم فقہی مذاہب پر عمل کرتے ہوئے تعصبات اور تحزب اور جمود کو چھوڑنا چاہیے اور وسعت قلب و نظر کا ثبوت دینا چاہیے۔

ہندوستان میں تقریباً اکثر مدارسِ فکر اپنا انتساب ولی اللّٰہی مدرسہ فکر کی طرف کرتے ہیں اور ان کے منہج فقہ کو پسند کرتے ہیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ اس انتساب اور پسندیدگی کے باوجود کسی نے ان کا منہج نہیں اپنایا۔ اس کے برعکس ملا نظام الدین ہی اکثر مدارس میں چل رہے ہیں۔ ولی اللّٰہی فکر کو چھوڑ کر لوگ دوا تہاؤں پر چلے گئے۔ کم از کم اگر ان کا منہج فقہ اپنا لیا جائے اور ان کی وصیتوں پر عمل کیا جائے تو ہندوستان کے فقہی ماحول پر جو کثافت جمود اور تحزب چھائی ہے وہ دور ہو سکتی ہے۔

فقہ کا نصاب تعلیم کیا ہو؟ اس سلسلے میں پہلی بات یہ دھیان میں رکھنی چاہیے کہ ابتدائی مراحل میں ہر مکتب فکر اپنے مسلک کی فقہ پڑھائے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ایسی کتابوں کا انتخاب ہو جس میں فقہی آراء کے دلائل موجود ہوں۔ طالب علم کو بغیر دلیل کے کتاب نہ پڑھنی چاہیے۔ فقہ حنفی کی حد تک فتح القدیر ابن ہمام کا منہج اس بارے میں بہتر ہے اسی کے انتخابات پڑھائے جا سکتے ہیں۔ یا پھر اسی طرح کی دوسری کتاب یا فقہ السنہ جو نصاب کے لیے بہتر ہو نیز اصول فقہ میں بھی ایسی کتاب کا انتخاب ہو جس میں مناظراتی انداز نہ ہو یا جس میں دوسروں کے تخطیہ کا التزام نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ مسلک کے اصول فقہ کا جامع اور بہترین ترجمان ہونا چاہیے۔

اونچی جماعتوں میں فقہ مقارن اور اصول فقہ مقارن پڑھانا بہت ضروری ہے۔ فقہ مقارن میں ابن رشد کی بدایۃ المجتہد یا اس کے مماثل کتابیں پڑھائی جا سکتی ہیں۔ یا پھر ہر مکتب فکر کی امہات کتب کے منتخب ابواب مثلاً ہدایہ کا کوئی باب لے لیں اور وہی باب المدونہ، المغنی، الام المحلی اور فتاویٰ ابن تیمیہ سے لے لیں اور اس باب میں ہر فکر کا جائزہ لیں۔ طرز استدلال اور دلائل کو سمجھیں اور راجح اور مرجوح کا فیصلہ کریں۔

اصول فقہ میں بھی مقارنہ ہو اور ہر مکتب فکر کے اصول کو سمجھا جائے اور ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی کوشش ہو۔ اس میں بھی مثلاً روضۃ الناظر، المستصفیٰ، ارشاد الفحول، التوضیح والتلویح، الموافقات کے یکساں مباحث کا تقابلی مطالعہ کیا جانا چاہیے۔

مسلم اقلیت کی حیثیت سے ہمارے لیے جو میدان عمل خالی ہیں ہمیں ان میدانوں میں عمل کے لیے لازمی

AsliAhleSunnet.com

یہ کتاب عیسائیوں کے رسالہ "حقائق قرآن" کے جواب "معارف قرآن" اور "اثبات التثلیث فی التوحید" مصنفہ پادری عبدالحق کے جواب "اثبات التوحید" اور "میں مسیحی کیوں ہوا" مصنفہ پادری سلطان محمد پال کے جواب "تم عیسائی کیوں ہوئے" کا مجموعہ ہے۔

"حقائق قرآن" میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ از روئے قرآن حضرت مسیح علیہ السلام حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔

"اثبات التثلیث فی التوحید" میں منطقیانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے تثلیث ہی کو توحید ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی اسلامی توحید کا ابطال کیا گیا ہے۔

"میں مسیحی کیوں ہوا" اس رسالہ میں مصنف نے اپنے مسیحی ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ قرآن کے مطالعہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ نجات کا ملنا صرف اعمال صالحہ پر موقوف ہے اور آدمی انسان ہونے کی حیثیت سے صرف اعمال صالحہ ہی کرے یہ غیر ممکن ہے اس لیے میں مسیحی ہو گیا۔

ان سب کا مدلل و محقق جواب دیا ہے، کتاب دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

(اردو) صفحات ۲۲۰۔ طبع اول مئی ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء مطبع ثنائی برقی پریس امرتسر

(۷) اسلام اور مسیحیت یہ کتاب پادری برکت اللہ صاحب کی تین کتابوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ پادری صاحب کی کتابوں کے نام یہ ہیں: (۱) توضیح البیان فی اصول القرآن: اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کے اصولوں میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ (۲) مسیحیت کی عالمگیری: اس کا مضمون نام ہی سے ظاہر ہے (۳) دین فطرت اسلام یا مسیحیت: اس میں مسیحیت کو مطابق فطرت اور اسلام و قرآن کو مخالف فطرت دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

مولانا نے اپنی کتاب (اسلام اور مسیحیت) میں تین ابواب قائم کر کے بالترتیب تینوں کا جواب دیا ہے، پہلے باب میں اسلام کی طرف سے مدافعت، دوسرے میں عیسائیت پر تنقید اور تیسرے میں مدافعت کے علاوہ حسب ضرورت تنقید لکھی ہے۔

مولانا کی یہ تصنیف اپنے موضوع پر شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے، مولانا اس کتاب کے مقدمہ میں خود لکھتے ہیں کہ "میں اپنے دلی خیال کا اظہار کرتا ہوں کہ اپنی جملہ تصانیف میں سے دو کتابوں کی نسبت مجھے یقین ہے کہ خدا ان کو میری نجات کا ذریعہ بنائے گا ان میں ایک کتاب "مقدس رسول" ہے جو رنگیلا رسول اور وچتر جیون کے جواب میں ہے)۔

AsliAhleSunnet.com

دوسری کتاب یہی "اسلام اور مسیحیت" ہے

(اردو) صفحات ۹۰ طبع اول مئی ۱۹۴۴ء

(۸) تفسیر سورہ یوسف اور تحریف بائیبل مطبع ثنائی برقی پریس امرتسر

اس کتاب میں سورہ یوسف کی تفسیر کے ساتھ ساتھ بائیبل کے بیان (متعلقہ یوسف علیہ السلام) کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور تحریف بائیبل کا ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے۔

(اردو) صفحات ۸ طبع اول ۱۹۳۰ء

(۹) اسلام اور پالٹکس اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ آج دنیا میں انسانوں کو مختلف مذاہب والے خصوصاً عیسائی حضرات اپنے مذہب کی طرف بلاتے ہیں، لیکن ان کی جائز خواہشات پوری کرنے کی ذمہ داری کوئی نہیں لیتا۔ مگر اسلام ایک ایسا اخلاقی و عبادتی اور سیاسی تعلیمات کا جامع ہے جو سب کی نجات کی ذمہ داری لیتا ہے، اس لیے سب کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں کام کرنا چاہیے

(اردو) صفحات ۵۶ طبع اول ۱۹۰۵ء مطبع اہلحدیث امرتسر

(۱۰) اسلام اور برٹش لاء اس رسالہ میں تین باب اور ایک خاتمہ ہے۔ باب اول تعزیرات کے بیان میں ہے اور باب دوم میں ضابطہ دیوانی سے گفتگو اور باب سوم میں مالگذاری کا مقابلہ اور خاتمہ میں فلاح رعیت کا مختصر ذکر ہے۔ اس کتاب میں انگریزی قوانین کے مدمقابل اسلامی قوانین کو ہر شعبہ میں افضل اور بہتر ثابت کیا گیا ہے۔

... ...

ان کتابوں کے علاوہ چند اور کتابیں رد عیسائیت کے موضوع پر مولانا امرتسریؒ کی تصنیف ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) نماز اربعہ (۲) قرآن اور دیگر کتب (جن کا ذکر رد آریت میں ہو چکا ہے) (۳) ثنائی پاکٹ بک (اس کا ذکر رد قادیانیت میں ہو چکا ہے) (۴) تفسیر ثنائی (جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے) (اس تفسیر کا ذکر آئندہ شمارہ میں آئے گا ان شاء اللہ)

... ...

AsliAhleSunnet.com

تیاری کرنی چاہیے۔ مزید تخصصات علم و فن میں اگر ہمارے وسائل ساتھ دے سکیں تو ہر علم میں جو کچھ اضافہ منہجی حیثیت سے یا مسائل کی حیثیت سے یا افکار و نظریات کی حیثیت سے ہوا ہے ان سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔

رہا مسئلہ۔ ان درسیات کے مدرسین کا تو اس سلسلے میں ہمارے اسلاف کے تدریسی اخلاقیات کو زندہ کرنا چاہیے آج تعلیم و تربیت کے تمام اصول و ضابطے اُس اخلاقیات کا بدل نہیں بن سکتے۔

ہماری یہ عرض داشت حدیث اور فقہ کے متعلق ہے چند باتیں معقولات سے متعلق عرض ہیں، عصری تقاضوں کے پیش نظر معقولات کے نصاب میں بھی تبدیلی کرنی چاہیے۔ میں تو سمجھتا ہوں معقولات کو نصاب میں رکھنا ایک عبث کام ہے۔ معقولات کو نصاب میں رکھنے کا جواز اس وقت ہو سکتا ہے جب اسلامی تراث کا منہج بحث و نظر پڑھایا جائے اور صرف اسی قدر اس مقصد کی خاطر انکی ضرورت ہوگی جو منہج بحث میں کام آوے یا ایسے طلبہ کو معقولات کے بنیادی مسائل پڑھائے جائیں جو اکیڈمک تعلیم حاصل کریں لیکن یہاں حالت یہ ہے کہ عام طلبہ معقولات پڑھکر فارغ ہو جاتے ہیں اور زندگی میں ایک بار بھی ان کی افادیت انھیں نظر نہیں آتی۔ ان کے کام کا میدان ہی ایسا ہوتا ہے کہ کبھی انھیں معقولات کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ ان معقولات کی جگہ عالم اسلام کا جغرافیہ اور تاریخ اسلام پڑھائی جائے اور جدید اجتماعی نظریات کا مختصر کورس بھی رکھا جائے۔ اس سے ایک بڑی کمی پوری ہو سکتی ہے۔ • • •

... ...

یہ مقالہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے دینی نصاب تعلیم کے سمینار کے لیے تیار کیا گیا تھا لیکن ناگزیر مجبوری کی بنا پر سیمنار میں شرکت نہ ہو سکی۔ موضوع لائق توجہ اور تنقیح طلب ہے لہذا اہل فکر کو اظہار رائے کی دعوت دی جاتی ہے۔

اعلان:

تراویح کی تعداد کے بارے میں فیصلہ کن تحریریں اور رمضان کے فضائل و مسائل کے بارے میں شیخ مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث رحمانی حفظہ اللہ کا جامع مضمون۔ تین روپے کے ڈاک ٹکٹ یا منی آرڈر بھیج کر طلب کریں۔

پتہ

مکتبہ سلفیہ - ریوڑی تالاب - بنارس

AsliAhleSunnet.com

قسط (۳)

شیخ الاسلام مولانا امرتسری اوران کی تصنیفات

تصانیف در ردّ عیسائیت

مولانا محمد مستقیم سلفی
مدرس جامعہ سلفیہ۔

(اردو) صفحات ۱۵۱ طبع اول ۱۹۰۹ء مطبع اہلحدیث امرتسر

(۱) تقابل ثلاثہ اس کتاب میں تورات، انجیل، اور قرآن کے مابین تقابلی جائزہ لیا گیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ آسمانی کتابوں میں سے صرف قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں ہے

(اردو) صفحات ۴۲ طبع اول ۱۹۱۴ء مطبع روزبازار اسٹیم پریس امرتسر

(۲) کلمۂ طیبہ اس رسالہ میں کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی توضیح و تشریح اس ڈھنگ سے کی گئی ہے کہ ماسوا اللہ کے کوئی ذات ایسی نہیں ہے جو کسی کی حاجت روائی و مشکل کشائی کر سکے اور کلمۂ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی وضاحت کرتے ہوئے آپ کے آنے کی بشارتیں عیسائیوں کی مقدس کتب سے پیش کی گئی ہیں۔

(اردو) صفحات ۴۰ طبع اول جولائی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء

(۳) رسالہ توحید، تثلیث اور راہ نجات مطبع وزیر ہند اسٹیم امرتسر

عیسائیوں کی طرف سے عام طور پر جو مضامین شائع ہوتے ہیں وہ تین ہیں (۱) توحید (۲) نجات (۳) کفارۂ مسیح۔ اس لیے مسلمانوں اور ناواقف لوگوں کی اطلاع اور ہدایت کے لیے ان تینوں کی اصل حقیقت شیخ الاسلام نے اس رسالہ کے ذریعہ واضح کی ہے اور ہر موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ یہ رسالہ عیسائیوں کے شہ رگ پر تلوار کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۴، ۵، ۶) جوابات نصاریٰ (اردو) صفحات ۹۲ طبع اول ۱۹۳۰ء مطبع ثنائی برقی پریس امرتسر۔

AsliAhleSunnet.com

اس کتاب میں مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ (یعنی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) کو ثابت کر کے قرآن مجید سے ان کے مومن اور متقی ہونے پر عالمانہ استدلال کیا گیا ہے اور مسئلہ باغ فدک پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

(اردو) صفحات: ۲۰ ۔ طبع اول ذی قعدہ ۱۹۳۰ء/۱۳۴۸ھ

(۲) خلافت رسالت

مطبع برقی پریس امرتسر

شیعہ اور سنی میں مسئلہ خلافت ایک عرصہ سے زیر بحث چلا آرہا ہے سنی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان علی رضی اللہ عنہم بالترتیب آپ کے خلیفہ برحق تھے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ علی اور ان کی اولاد ہی مستحق خلافت تھی۔ اس مختصر رسالہ میں بطرز جدید اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے۔

عظیم الشان ریاستی کانفرنس

ریاستی کانفرنس بھدوہی کے انتظامات کے سلسلہ میں ۸ر اپریل ۱۹۸۴ء کو ریاستی جمعیۃ اہلحدیث مشرقی یوپی کی مجلس عاملہ کی ایک اہم میٹنگ دار الحدیث ہال جامعہ سلفیہ بنارس میں ہوئی جس میں طے پایا کہ:

۱ ۔ ریاست کی تمام ضلعی جمعیتیں اپنے یہاں سے زیادہ سے زیادہ نمائندے کانفرنس میں بھیجنے کی کوشش کریں۔

۲ ۔ تمام شرکاء کانفرنس اپنی تشریف آوری کی اطلاع بلد از جلد مندرجہ ذیل پتوں میں سے کسی ایک پتہ پر ضرور روانہ فرمائیں۔

- دفتر ریاستی جمعیۃ اہلحدیث مشرقی یوپی ۔ بی ۱۹/۱۶ ریوڑی تالاب بنارس ۔ ۲۲۱۰۱۰
- دفتر استقبالیہ کمیٹی C/O Teppich-de Orienta ۔ پوسٹ بکس بمبر ۱۰۳ بھدوہی بنارس

۳ ۔ کھانے کی فیس (تین وقت سنیچر شام، اتوار دوپہر اور شام) دس روپے ہوگی۔

۴ ۔ مدارس کے طلبہ کے کھانے کا انتظام من جانب اجلاس ہوگا بشرطیکہ مدارس کے ناظمین و ذمہ داران کی جانب سے شرکت کرنے والے طلبہ کی فہرست اواخر اپریل ۸۴ء تک ریاستی جمعیۃ کے دفتر کو پہونچ جائے۔

۵ ۔ کانفرنس میں تشریف لانے والے مرکزی، ریاستی اور ضلعی جمعیتوں کے ارکان اور مدارس کے صدور و ناظمین اور علماء کرام کی ایک اہم میٹنگ ۱۳ر مئی بروز اتوار دن میں منعقد ہوگی جس میں اہم جماعتی امور زیر بحث آئیں گے اور جماعت کی ترقی کیلئے ٹھوس اور بنیادی باتیں طے پائیں گی ۔ ان شاء اللہ۔

عبد الحفیظ سلفی / ناظم ریاستی جمعیۃ اہلحدیث ۔ مشرقی یوپی۔

AsliAhleSunnet.com

تعلیمی میدان میں مسلمانوں کے ریکارڈ

تقدیم بزبان بنگلہ: حافظ شیخ عین الباری عالیاوی
ترجمہ: عبد اللہ محمد اسماعیل مرشد آبادی متعلم جامعہ سلفیہ بنارس۔

(۱) کیا تاریخ عالم کے صفحات میں کسی ایسی ہستی کا سراغ لگتا ہے جس نے صرف تحصیل علم کی خاطر پانچ، چھ لاکھ روپئے خرچ کیے ہوں؟ جی ہاں مسلمانوں میں ایک مایۂ ناز ہستی ہے جس نے صرف حصولِ حدیث کی خاطر ساڑھے دس لاکھ درہم خرچ کئے ان کا اسم گرامی یحییٰ بن معین ہے۔ (۱۵۸-۲۳۳ھ)

(تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۷۸، وفیات الاعیان ج ۵ ص ۱۹۰)

(۲) کیا دنیا کے اندر کسی ایسی شخصیت کا پتہ لگتا ہے جس نے اپنی مادری زبان میں دو لاکھ اشعار یاد کیے ہوں۔ جی ہاں مسلمانوں میں ایک ایسے دانشور گزرے ہیں جنھوں نے قرآن کے صحیح معانی معلوم کرنے کے لیے تین لاکھ عربی اشعار ازبر کیے۔ آپ کا اسم گرامی ابوبکر محمد بن القاسم بن الانباری تھا۔ (۲۷۱ - ۳۲۷/۳۲۸ھ)

(طبقۃ النحویین واللغویین ص ۱۷۱۔ الوافی بالوفیات ج ۴ ص ۳۴۴)

(۳) کیا دنیا کی تاریخ کوئی ایسی ہستی پیش کر سکتی ہے جس کے اساتذہ کی تعداد دو ہزار ہو؟ جی ہاں! دو مسلم شخصیتیں ایسی گزری ہیں جن میں ایک کے اساتذہ کی فہرست چار ہزار اور دوسرے کی تین ہزار تک پہنچتی ہے اول الذکر محدث عبد اللہ بن مبارک (۱۱۸ یا ۱۱۹ - ۱۸۱ھ)

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۷۶، فتح المغیث ص ۳۲۷ اور سمعانی تعلیقات سنیہ ص ۱۰)

اور ثانی الذکر علم الدین ابو القاسم بن محمد بن یوسف بن محمد البرزلی ہیں۔ انھوں نے اپنے تمام اساتذہ کے اسماء کو اپنی معجم

AsliAhleSunnet.com

تصانیف در تردید منکرینِ حدیث

(۱) دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن (اردو) صفحات ۸۰ طبع اول شوال ۱۳۲۳ھ
طبع ثانی رجب ۱۳۳۶ھ ثالث رجب ۱۳۴۸ھ

یہ کتاب مولانا عبداللہ صاحب چکڑالوی کے رسالہ "برہان القرآن علی صلوٰۃ القرآن" (جس میں انھوں نے نماز پڑھنے کا طریقہ قرآن سے بتایا ہے۔) اور مولوی حشمت علی پنجابی کے رسالہ "اثبات الخبر کا جواب"[1] کے جواب پر مشتمل ہے مولانا امرتسری کی یہ کتاب قابلِ دید شاہکار ہے۔

(۲) حدیث نبوی اور تقلید شخصی (اردو) صفحات ۳۲۔ طبع سوم ۱۹۲۴ء/۱۳۴۲ھ
مطبع آفتاب برقی امرتسر

اس رسالہ میں قرآن مجید کے ساتھ احادیث رسول کے شرعی حجت ہونے کا ثبوت اور قرآن و حدیث کی باہمی نسبت اور تعلق کی نوعیت بیان کرتے ہوئے حدیث نبوی اور تقلیدِ شخصی کی تحقیق بھی کی گئی ہے اور منکرین حدیث کے جوابات اچھی طرح دیے گئے ہیں۔

(۳) برہان القرآن (اردو) صفحات ۱۸۰ طبع اول ۱۹۲۳ء مطبع وزیر ہند پرنٹنگ پریس
ہال بازار امرتسر

یہ کتاب اس مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری اور مولوی احمدالدین کے مابین بعنوان "حجیت حدیث" ہوا تھا۔

(۴) حجیّت حدیث اور اتباع الرسول (اردو) صفحات ۶۴ طبع اول ۱۹۲۹ء
یہ کتاب اس مباحثہ پر مشتمل ہے جو مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری اور

---

[1] "اثبات الخبر" مولوی عبدالرحمن (اہلحدیث) مرحوم کا رسالہ ہے (دلیل الفرقان)

[2] چونکہ یہ کتاب مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری کی تصنیف یا ترتیب نہیں ہے بلکہ ان کے مخالف یعنی منکرین حدیث کی ترتیب ہے۔ اس میں کتر بیونت سے کام لیا گیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی جتنی عبارت مولانا امرتسری کی نقل کی گئی ہے اہلِ قرآن مولوی ــــ

AsliAhleSunnet.com

مولوی احمد دین (منکر حدیث) کے مابین ہوا تھا، مولوی احمد دین کا کہنا تھا کہ "نبی کو اصل مطاع بماتحت حکم خدا ماننا شرک ہے" اور مولانا امرتسری صاحب کا کہنا ہے کہ "نبی کو اصل مطاع بماتحت حکم خدا ماننا اپنا اور مسلمانانِ دنیا کا ایمان ہے۔" مناظرہ تحریری ہوا ہے، اس کتاب میں دونوں کے سوال وجواب من وعن درج ہیں۔

(۵) خاکسائی تحریک اور اس کا بانی

(اردو) صفحات ۱۶۰
مطبع محبوب المطابع دہلی

اس کتاب میں اولاً یہ بتایا گیا ہے کہ بانی "تحریک خاکساری" یعنی مسٹر عنایت اللہ مشرقی صاحب کے والد حدیث رسول کو حجت شرعیہ نہیں مانتے تھے اور مشرقی صاحب بھی اپنے والد سے متاثر ہونے کی وجہ سے حدیث نبوی کو حجتِ شرعیہ بلکہ تفسیر بھی نہیں مانتے۔ ساتھ ہی آپ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کسی لغت کا محتاج نہیں۔

مولانا امرتسری نے اس کتاب میں اس تحریک کا جائزہ لیتے ہوئے مشرقی صاحب کے انکارِ حدیث یا عمل بالقرآن کی حقیقت واضح کی ہے۔ اور اس تحریک ومشن کا بھرپور جواب دیا ہے۔

کتاب کے آخیر میں عنایت اللہ مشرقی صاحب کے عقائد اور ان کی تصنیف "تذکرہ" اور "تحریک خاکساری" کے متعلق ہندوستان کے مشاہیر علماء ومشائخ اور اہل قلم حضرات کے ارشادات وبیانات اور بصیرت افروز تبصرے بھی شائع کیے گئے ہیں جس میں سب لوگوں نے مشرقی صاحب کو بالاتفاق کافر گردانا ہے۔

نوٹ: ردِ اہلِ قرآن کے موضوع پر مولانا کی دو اور کتابوں میں خاصی مقدار میں موجود ہے۔ ایک کتاب "تفسیر بالرائے" ہے۔ (جس کا ذکر ردِ قادیانیت میں ہو چکا ہے) دوسری تفسیر ثنائی (جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔)

در تردید شیعیت

(۱) خلافتِ محمدیہ

(اردو) صفحات ۶۳ طبع اول محرم ۱۳۳۶ھ طبع ثانی جمادی الثانیہ بم ۱۳ھ
مطبع ثنائی۔ برقی پریس امرتسر

؎ احمد الدین کے مقابلہ میں کافی مدلل ہے اور حجیت حدیث پر دال ہے، اس لیے اس کتاب کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔

؎ یہ مضمون اخبار اہلحدیث امرتسر میں ۳ر جون ۱۹۳۹ء سے ۶ر اکتوبر ۱۹۳۹ء تک جاری رہا اسی کو یکجا کر کے کتابی تشکل دیدی گئی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

میں بیان کیا ہے۔ (۶۶۵-۷۳۹)۔ (ذیل تذکرۃ الحفاظ ص ۲۰، ذیل طبقات الحفاظ ص ۳۵۳-۳۵۴، درر کامنہ ج ۲ ص ۲۷۷)

(۴) پوری دنیا کی تاریخ میں کیا کسی ایسے فہیم، ذکی اور ذہین انسان کا پتہ چلتا ہے جو روزانہ کم از کم دو سو صفحات لکھتے رہے ہوں؟ جی ہاں! ابو حفص فرماتے ہیں کہ دنیا کے بے مثل اور تعجب خیز انسان علامہ امام ابن تیمیہؒ ہر روز ۴۰ سے ۸۰ فنا تحریر فرماتے تھے۔ (امام ابن تیمیہ ص ۱۹۴-۱۹۵) (۶۶۱-۷۲۸) یعنی اوسطاً روزانہ ۲۰۰ صفحات لکھا کرتے تھے۔

(۵) کیا دنیا میں کسی ایسے صاحب تصنیف کی خبر ملتی ہے جن کی صرف ایک کتاب کے صفحات ۵ سے ۴ لکھ ہیں؟ جی ہاں! ایک مسلم مصنف کا نام پیش کیا جا سکتا ہے جن کی ۹۹ کتابوں میں سے صرف ایک کتاب، القانون، پانچ لاکھ صفحات اور تقریباً دس کروڑ حروف کی تھی۔ ان کا اسم گرامی ابو علی الحسین بن عبداللہ ابن سینا تھا۔ (۳۷۰-۴۲۸ھ)

(چھوٹو دیر ابن سینا (بچوں کے ابن سینا) ص ۴۰)

(۶) احمد بن علی خطیب بغدادیؒ (۳۹۲-۴۶۳ ہجری) کا یہ واقعہ کس قدر تعجب خیز ہے کہ صرف تین نشست میں مکمل بخاری شریف پڑھ لیا کرتے تھے۔ (الاولیا رفی رجال الحدیث ص ۱۰۵)

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) کا واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ظہر و عصر کے درمیان کی دس نشستوں میں پوری بخاری شریف پڑھ جاتے تھے۔ (بلوغ المرام مترجم اردو ص ۲۶)

یعنی دونوں بزرگ تقریباً تیس گھنٹوں میں پوری بخاری پڑھ لیتے تھے۔

مذکورہ بالا دونوں بزرگوں کی رفتار خواندگی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک منٹ میں چودہ سو سے زیادہ حروف پڑھتے تھے۔

(۷) شارح مسلم امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (متوفی ۲۰ رجب ۶۷۶ھ) اپنے تعلیمی ایام میں ہر روز دن رات کے مقررہ اوقات میں اپنے استاد سے ۱۲ اسباق پڑھتے تھے اور عشاء کے بعد صرف ایک لقمہ کھانے کے علاوہ کچھ نہ کھاتے۔ اور فجر کے وقت صرف ایک گھونٹ پانی پیتے۔

(طبقات الفقہاء ص ۸۷، بدایہ و نہایہ ج ۱۳ ص ۲۷۸)

(۸) علامہ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) ہر روز ۱۷ فنون کی تعلیم دیتے تھے۔

(طبقات الفقہاء ص ۷۴)

(۹) مشہور لغوی، صاحب القاموس علامہ مجد الدین فیروزآبادی (متوفی ۸۱۶ھ) فرمایا کرتے تھے کہ میں دو سو

AsliAhleSunnet.com

حفظ کیے بغیر نہیں سوتا ہوں ۔ (بغیۃ الوعاۃ ص ۱۱۷)

(۱۰) ایک روز خلیفہ مامون رشید نے لفظ سداد کو بفتح السین پڑھا ۔ نضر نے ان سے فرمایا کہ کلمہ سداد کو بکسر السین پڑھیے تو انھوں نے ثبوت طلب کیا ۔ نضر نے جھٹ سے ایک عربی شعر ثبوت میں پیش کر کے غلطی کی اصلاح کر دی ۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مامون نے اسی ہزار درہم کا عطیہ وانعام پیش کیا ۔

(طبقات النحویین واللغویین ص ۵۴ و ۵۹ اور نزہۃ الالباء ص ۱۱۵)

ایک روز نضر بن شمیل غربت کی وجہ سے مادر وطن کو ترک کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوئے ۔ اس وقت بصرہ کے تین ہزار لوگ ان کے پیچھے ہو لیے ، جن میں کوئی محدث ، کوئی لغوی ، کوئی نحوی ، کوئی عروضی اور کوئی مورخ تھا ۔ (موصوف نے ۲۰۳ ہجری میں شہر مرو میں وفات پائی ۔) (طبقۃ النحویین واللغویین ص ۵۳)

صرف ایک لفظ کی اصلاح کی خاطر کیا دنیا کی کسی قوم کے بادشاہ یا سلطان نے علماء کو یکبارگی اس قدر انعام سے نوازا ہے ؟ کیا فی الحال چاندی کے اسی ہزار سکے کی قیمت ۴ لاکھ روپے سے کم ہوگی ؟

(۱۱) یہ بات منقول ہے کہ ایک بار یونان کے بادشاہ نے علامہ خلیل کے پاس ایک خط یونانی زبان میں ارسال کیا ۔ ان کو اس خط کا مضمون تنہائی میں ایک مہینہ سر کھپانے کے بعد سمجھ میں آ گیا اور اسی کی برکت سے یونانی زبان بھی سیکھ لی ۔ (ایضاً ص ۴۷) ۔ ان کا انتقال علی اختلاف الاقوال ۷۴ سال کی عمر میں ۱۷۰ یا ۱۷۵ ہجری میں ہوا ۔

(۱۲) دور حاضر میں علماء ودانشوروں کی قدردانی کے لیے سب سے قیمتی انعام پیش جاتا ہے وہ نوبل پرائز ہے جس کی قیمت ہندوستانی روپیے کے حساب سے ساڑھے ۲۱ لاکھ ہے ۔

مگر مسلمان بادشاہوں کے انعام واکرام کے مقابلہ میں وہ کچھ نہیں ، لاشئ کے برابر ہے ۔ کیونکہ شراب سے مخمور کچھ انگریز مورخین نے جس بادشاہ کو خام خیال ، بادشاہ کے نام سے موسوم کیا ہے ، اسی بادشاہ محمد بن تغلق نے ایک روز ملک سنجار بدخشانی کو ۸۰ لاکھ اور ملک الملوک امام الدین ریحانی کو ۷۰ لاکھ اور اپنے استاد عضد الدین کو ۴۰ لاکھ تنکے تحفے میں دیا تھا ۔

تنکہ کہتے ہیں چاندی کے ایک سکہ کو جس میں معمولی تانبا ملا ہوا ہو ۔ اگر موجودہ ہندوستانی روپیے سے اس کا حساب لگایا جائے تو ۴۰ لاکھ تنکوں کی قیمت کروڑ سے زیادہ ہوگی ۔

(تاریخ فرشتہ اردو ترجمہ جلد ۲ ص ۹)

AsliAhleSunnet.com

(۱۳) جب مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی بادشاہ شاہجہاں کے دربار میں تشریف لے جاتے تو بےشمار دینار لے کر واپس ہوتے۔ بادشاہ نے ان کو دو مرتبہ سونے سے وزن کر کے ان کی خدمت میں وہ سونا پیش کیا۔

ایک مرتبہ شاہجہاں نے مولانا کو قیمتی ہیرے جواہرات سے تولوا کر پورے ہیرے جواہرات انکی تحفہ میں دیدیا۔ (ماثر الکرام ص ۲۰۵)

(۱۴) علامہ ابو عبیدہ صاحب لغت نے صرف گھوڑے کے اعضاء کے متعلق پچاس ہزار اجزاء میں ایک کتاب لکھی۔ (العلم والعلماء ص ۵۰) (م ۲۰۸ھ)

(۱۵) امام ابن الجوزی اتنا لکھتے تھے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے اس قلم کے برادے کو دیکر جس سے صرف احادیث لکھا کرتے تھے۔ لوگوں کو یہ وصیت کی کہ مجھے میرے مرنے کے بعد اس برادے سے پانی گرم کر کے غسل دینا چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے اسی سے پانی گرم کر کے غسل دیا گیا۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی)

انکی پیدائش ۵۱۰ھ میں ہوئی ۳ سال ہی کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے دو سو جلدیں لکھیں۔ ان کی کتاب المنتظم فی تواریخ الامم من العرب والعجم ۲۰ جلدوں میں ہے۔

ان کی تقریری محفل میں خلیفہ وزیر، بادشاہ، گورنر، پنڈت، اور عوام بھی شرکت فرماتے۔ جن کی کم سے کم تعداد دس ہزار اور زیادہ سے زیادہ لاکھ ہوتی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۲۸-۲۹)

دور حاضر کا سب سے مشہور خطیب ایڈ منڈ ملک کو کہا جاتا ہے کیا ان کے سامعین ابن الجوزی کے سامعین کے نصف بھی ہوتے ہیں۔

(۱۷) اسپین کے عظیم دانشور امام ابن رشد (مولود ۵۲۰ھ) ۷۰ سال کی عمر میں بھی روزانہ سولہ گھنٹے پڑھا کرتے تھے۔ (دیکھو ٹوویرا امام غزالی (بحوالہ امام غزالی)۔

جوانی کا عالم یہ تھا کہ ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ یہاں تک کہ رات کو بھی ان کے ہاتھ سے کتاب الگ نہ ہوتی تھی۔ آپ کی زندگی میں صرف دو راتیں ایسی گزریں جس میں آپ کچھ پڑھ لکھ نہ سکے۔ ایک تو شب زفاف اور دوسری وہ رات جس میں آپ کے والد بزرگوار کی وفات ہوئی۔ ان کی اس محنت و جفاکشی کا ثمرہ یہ ظاہر ہوا کہ ۱۲ ویں صدی عیسوی سے ۱۷ ویں صدی عیسوی تک، اہل یورپ میں ان کے فلسفہ کے علاوہ کسی اور کے فلسفہ کا تصور حاشیہ خیال میں نہیں آیا۔

AsliAhleSunnet.com

"ایک وضاحت" کا خیر مقدم

محمد مستقیم سلفی
مدرس جامعہ سلفیہ

راقم نے جب سے علمائے اہلحدیث کی تصنیفی خدمات کے تذکرہ وتعارف کا سلسلہ شروع کیا ہے، اسی وقت سے اپنے بزرگوں اور دوستوں سے برابر کہتا چلا آرہا ہے کہ اس پر تنقیدی نظر فرمائیں اور کوئی خامی نظر آئے تو خاکسار کو مطلع کریں۔ تاکہ میں اصلاح کرلوں۔ میں یہ بھی واضح کرتا رہا کہ اسے کتابی شکل میں لانے سے پہلے رسالہ "محدث" میں چھپوانے کا ایک خاص مقصد یہ بھی ہے۔ ایک عرصہ تک تو علماء نے اس طرف توجہ نہیں کی، لیکن بار بار کہنے پر بعض بزرگوں نے خطوط کے ذریعہ مفید مشورے دیئے اور کافی ہمت افزائی بھی کی، جس کے لیے میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔

ہمارے محترم مولانا عبدالعزیز صاحب عمری حفظہ اللہ نے "محدث" اگست ۱۹۸۲ء کے شمارے میں چھپے ہوئے مضمون بعنوان "مولانا ابو المکارم محمد علی مئوی اور ان کی تصنیفی خدمات" میں سے دو کتابوں کے تعارف پر تنقید فرمائی ہے جو ماہنامہ "آثار" مئو مارچ ۱۹۸۴ء میں بعنوان "ایک وضاحت" شائع ہوئی ہے۔ میں مولانا کی اس تحریر سے کافی خوش اور انکا سراپا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

خاکسار نے مولانا ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ایک تصنیف "التحقیق الحسن فی اثبات القمیص فی الکفن" کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ رسالہ کفن میں کرتا دینے اور سلا ہوا آستین دار کلی دار کپڑا دینے کے اثبات میں ہے اور جو لوگ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں، ان کا مفصل جواب بھی ہے۔" اس پر مولانا عمری حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ "یہاں تبصرہ نگار سے سہو ہوگیا ہے۔ یہ رسالہ آستین دار اور کلی دار کرتا کے اثبات میں نہیں ہے بلکہ بلا آستین اور بلا کلی کے کرتا کے اثبات میں ہے۔" (ص ۳۵ مارچ ۱۹۸۴ء)

مولانا کی اس تنقید پر میں حیران رہ گیا اور دوبارہ کتاب مئو سے منگوا کر پڑھی۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ خود مولانا سے سہو ہوگیا ہے۔ بہتر ہوگا کہ کتاب سے کچھ عبارت نقل کردوں تاکہ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہ رہ جائے کہ مولانا مرحوم نے

AsliAhleSunnet.com

الرسالہ میں بلا شبہ سلا ہوا آستین دار کلی دار کرتا دینا ثابت کیا ہے اور مولانا عمری حفظہ اللہ نے اس کی جو نفی کی ہے وہ صحیح نہیں
مولانا ابوالمکارم صاحب مرحوم نے جہاں اس سلسلے میں کئی روایتیں نقل کی ہیں وہاں ایک لمبی روایت شداد بن الہاد کی
بھی ہے جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے: ثم کفنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قدمه فصلی علیه وکان
فیما ظهر من صلوته اللهم هذا عبدك خرج مهاجراً فی سبیلك فقتل شهیداً انا
شهید علی ذلك ۔ اس کے بعد لکھتے ہیں "یہ تو غالباً کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جبہ کا ذکر ہے نہ کہ قمیص کا، کیونکہ جبہ
اور قمیص میں کوئی ایسا فرق نہیں کہ جس سے وہ دونوں باہم متغائر فی الحکم ٹھہریں ولہذا امام بخاری نے حدیث یعلی بن امیہ
قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتاه رجل علیه جبة الحدیث پر یہ باب منعقد کیا ہے۔ باب اذا احرم جاہلاً
وعلیه قمیص اور نیز منتخب کنز العمال ص ۱۰۰ ج ۵ میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت علی کی والدہ
ماجدہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرتے میں ان کو کفن دیا۔
نیز زمانۂ صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لیکن کفن میں کرتا دینا صحابہ سے ثابت ہے کیونکہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۶
میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔: قالت دخلت علی ابی بکر رضی اللہ عنه فقال فی کم کفنتم النبی
صلی اللہ علیه وسلم قالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة الحدیث
وفیه فنظر الی ثوب علیه کان یمرض فیه به ردع من زعفران فقال اغسلوا ثوبی هذا وزیدوا
علیه ثوبین فکفنونی فیهما قلت ان هذا خلق قال ان الحی احق بالجدید من المیت ۔ اگرچہ
اس روایت میں کرتہ کی تصریح نہیں لیکن آپ کے پوتے قاسم بن محمد کے قول سے جو فقہائے سبعہ سے ایک جلیل القدر صحابی
ہیں اس کی تصریح ہو جاتی ہے وہ قول آپ کا یہ ہے ۔ کفنونی فی ثیابی التی کنت اصلی فیها قمیصی و
ازاری وردائی فقال ابنه الا ترید ثوبین فقال هکذا کفن ابوبکر فی ثلاثة اثواب والحی
احوج الی الجدید من المیت۔ (تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۱۸)
ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیویں کہ آپ کے کفن میں کرتہ کا ہونا ایک محتمل
امر ہے تو روایت مذکورہ سے قمیص فی الکفن (یعنی سلا ہوا کپڑا) کا ثبوت تو ضرور ہوتا ہے۔" مولانا مرحوم نے اسی پر اکتفا نہیں کیا
بلکہ سلا ہوا کرتا کفن کے اندر دینے کی تقویت میں ایک صحابی کی وصیت بھی نقل کی ہے کہ " فقال کفنونی فی قمیصه
(ای النبی) وادرجونی وفی رعایة وازروني بازاره"۔

عہد نبوت و عہد صحابہ میں سلا ہوا آستین دار کرتا کفن میں دینے کا ثبوت پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"یہ بھی واضح رہے کہ کفن میں کرتا دینا جس طرح عہد نبوت اور عہد صحابہ میں دستور تھا، اسی طرح عہد تابعین و عہد تبع تابعین میں بھی دستور تھا۔ فتح الباری جلد ۳ ص ۱۱۱ میں محمد بن سیرین کا یہ قول ہے: یستحب ان یکون قمیص المیت کقمیص الحی مکففا مزررا اور جامع ترمذی میں عبداللہ بن مبارک کا یہ قول مذکور ہے: احب الی ان یکفن فی ثیابه الذی یصلی فیها ...... اور ایک قول قاسم بن محمد کا اوپر گزر چکا ہے اور جب ازمنہ مشہود لہا بالخیر میں قمیص فی الکفن (یعنی سلا ہوا بٹن دار کرتا) ایک مروج امر تھا تو اس کے مسنون ہونے میں کیا شک ہے"

(التحقیق الحسن ص ۳، ۴، ۵)

کلی دار اور آستین دار کرتے کے ثبوت میں لمبی بحث کرنے کے بعد مولانا مرحوم اپنے زمانہ کے مروجہ یعنی بلا کلی و بلا آستین والے کرتے کے متعلق بحث شروع کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ "اگرچہ روایات مندرجہ بجواب سوال اول سے قمیص سے مراد وہی قمیص ہے جو سلا ہوا آستین دار کلی دار ہوتا ہے۔ لیکن فی زمانا جیسا کہ تامیت کے لیے مروج ہے اس کے دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔" (دیکھیے ص ۷)

مولانا مرحوم کی مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ کفن میں سلا ہوا آستین دار کلی دار کرتا دینا ہی سنت اور افضل ہے لیکن فی زمانا جو مروج ہے یعنی بے سلا ہوا اس کو بھی دے سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس توضیح کے بعد اس میں شبہ نہیں رہ جاتا کہ اس معاملہ میں خود مولانا عبدالعزیز صاحب عمری حفظہ اللہ سے سہو ہو گیا ہے۔ یہاں دو باتوں پر مجھے مزید حیرت ہے۔ ایک یہ کہ ۱۶ صفحات کے اس رسالہ میں ابتدا سے ص ۷ کے خاتمے کے قریب تک مسلسل دلائل سے یہی ثابت کیا گیا ہے کہ کفن میں سلا ہوا کلی دار آستین دار کرتا دینا چاہیے۔ اس کے بعد صرف ایک صفحہ کی مقدار میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بغیر سلا ہوا مروجہ کرتا دینا بھی جائز ہے۔ اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بقیہ صفحات میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کرتا نہ دینے کو افضل اور مستحب سمجھتے ہیں یا کرتا دینے کو مکروہ و بدعت کہتے ہیں معلوم نہیں مولانا عمری نے یہ سب نظر انداز کر کے صرف اسی ایک صفحہ کی بحث پر کیوں نظر مرکوز رکھی جو پورے رسالے کی مرکزی بحث کے اندر محض ایک ضمنی جزیے کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسری حیرتناک بات یہ ہے کہ مولانا عمری نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیے مولانا ابوالمکارم مرحوم کے رسالے سے ادھوری عبارت نقل کی یعنی ہم نے اخیر میں مولانا مرحوم کی جو عبارت نقل کی ہے اس کا پہلا ٹکڑا جس پر ہم نے لکیر کھینچ دی ہے، مولانا عمری صاحب نے اسے چھوڑ دیا اور صرف اس سے آگے کا ٹکڑا نقل کر کے بالکل الٹا نتیجہ نکال دیا۔ فرط ادب

AsliAhleSunnet.com

مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کس لفظ سے تعبیر کروں۔

مولانا ابوالمکارم صاحب مرحوم کا دوسرا رسالہ "الجواب الاسنی عن مسئلۃ المصافحۃ بالید الیمنی" ہے۔ اس کے تعارف میں میں نے لکھا تھا۔ "اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عند الملاقات مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا بھی سنت ہے اور جن احادیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا استدلال کیا جاتا ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔"

میری اس عبارت کے اس ٹکڑے سے . . . "مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا بھی سنت ہے۔" کتابت کے دوران لفظ "بھی" چھوٹ گیا۔ اور تصحیح کے دوران اس پر نظر نہ گئی۔ اس کی وجہ سے جو عبارت بنی اس پر مولانا عبدالعزیز صاحب حفظہ اللہ کی گرفت کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا ابوالمکارم صاحب مرحوم نے یہ ثابت کیا ہے کہ "مصافحہ ہر طرح درست ہے، ایک ہاتھ سے بھی اور دو ہاتھ سے بھی۔" ظاہر ہے کہ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں مگر لفظ "بھی" چھوٹ جانے سے مطلب میں فرق آگیا لہٰذا میں مولانا عمری حفظہ اللہ کی اس توجہ دہانی کا شکر گزار ہوں۔ البتہ مولانا نے اپنی گرفت کے دوران ایک بات ایسی لکھی ہے جس سے اتفاق مشکل ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"مرحوم نے اس رسالہ میں دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا ثابت نہیں کیا ہے، بلکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ جن احادیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت کیا جاتا ہے ان سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ پورے رسالہ میں صرف اسی سلبی پہلو پر زور ہے۔" (آثار ص ۴۳)

مولانا عمری کے اس ارشاد سے اس لیے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا ابوالمکارم صاحب مرحوم کے زیر بحث رسالہ کے عنوان "مصافحہ کے متعلق امام بخاری کا خیال" کے تحت جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا خاص مقصد ہی دو ہاتھ سے مصافحہ کا ثبوت پیش کرنا اور اسے تسلیم نہ کرنے والوں کی تردید کرنا ہے۔ ضمناً مولانا مرحوم نے امام بخاری کی تبویب کے اندر پنہاں نکات کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے ۔ انجز میں یہ بھی عرض ہے کہ اس مختصر رسالہ میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل کا رد کوئی تین صفحات میں اور دو ہاتھ سے مصافحہ کے ثبوت پر بحث کوئی ڈیڑھ صفحات میں ہے۔ مولانا عمری حفظہ اللہ نے پچھلے رسالے کی ۵ صفحہ کی بحث میں سے صرف ایک صفحہ کی ضمنی بحث کو نظر انداز نہیں کیا تو تعجب ہے کہ اس رسالے کی صرف ۵ صفحے کی بحث میں سے ڈیڑھ صفحہ کیسے نظر انداز کر دیا۔ بہرحال میں مولانا کا شکر گزار ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ میری مزید غلطیوں پر متنبہ فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

• • •

AsliAhleSunnet.com

جاہلیت ــــــــ کل اور آج

تحریر: عبدالرحمٰن صالح / تلخیص وترجمہ: امیر محمد فضل متعلم جامعہ سلفیہ

شعبان ۱۰ھ میں دس افراد پر مشتمل بنو خولان کا ایک وفد مدینہ آیا۔ ارکان وفد نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ہم اپنی قوم کے نمائندے ہیں، اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم بڑی مشقت اٹھا کر نرم و سنگلاخ زمین طے کرتے ہوئے آپ کی زیارت کو حاضر ہوئے ہیں اور آپ کے فرمانبردار ہیں۔"

آپ نے فرمایا: "یہ جو تم نے میرے پاس آنے کا ذکر کیا تو جو شخص، مدینہ میں میری زیارت کرے گا۔ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔"

ارکان وفد نے کہا: "تب تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے"

آپ نے ان سے پوچھا: "عم انس کا کیا بنا؟" (عم انس، یہ خولانیوں کا بت تھا، جس کی اسلام لانے سے قبل وہ پوجا کرتے تھے، اس پر نذریں چڑھاتے تھے، اس سے خوف کھاتے اور امیدیں باندھتے تھے۔)

ان لوگوں نے جواب دیا: "اس کی بری درگت بنی ہے۔ اللہ نے اس کا بدل ہمیں دین اسلام کی صورت میں عطا فرمایا ہے، لیکن ہم میں سے کچھ بڈھے اور بوڑھیاں اب بھی اس کو مانتے ہیں۔ ہم واپس گھر جا کر اسے ضرور منہدم کر دیں گے کیونکہ ہم اس کی وجہ سے بڑے فتنہ و فریب میں مبتلا تھے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: "تم نے کون سا بڑا فتنہ اس میں دیکھا ہے۔؟"

ان حضرات نے کہا: "ہمیں ایک مرتبہ شدید قحط لاحق ہوا، یہاں تک کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں کھانے لگے۔ بس ہم نے حتی المقدور مال جمع کیا اور اس سے سو عدد بیل خریدے اور تمام بیلوں کو ایک ہی صبح "عم انس" کے واسطے قربان کرکے، درندوں کے لیے چھوڑ دیا۔ جبکہ درندوں سے زیادہ ہمیں اس کی حاجت تھی ــــــــ پھر اسی وقت بارش

AsliAhleSunnet.com

بارش ہوئی اور ہم نے دیکھا کہ سرسبز گھاس آدمی کو چھپائے لیتی ہے اور ہم میں سے کہنے والے کہتے تھے کہ عم انس نے ہم پر بڑا احسان کیا!" وفد نے اس کی بھی تفصیل بتائی کہ لوگ عم انس کے لیے چوپایوں اور کھیتی میں کیا حصہ مقرر کرتے تھے۔"

اللہ کے رسول نے ان سے فرمایا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ
نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا
لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا
يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ
إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○
(انعام / ۱۳۶)

اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر وہ چیز جو ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے۔ انھوں نے کیا بُری تجویز نکال رکھی ہے۔

وفد نے کہا کہ حضورؐ! ہم اس کے پاس مقدمات فیصل کرانے جاتے تھے تو وہ بات بھی کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیاطین تم سے بات کرتے تھے۔ پھر آپ نے وفد خولان کو فرائض دین کی تعلیم دی۔

کچھ دنوں بعد انھوں نے رخصت کی اجازت چاہی آپ نے انھیں اجازت دیدی اپنی قوم کے پاس پہنچتے ہی انھوں نے سب سے پہلے عم انس کو منہدم کیا۔

ہم نے اس وفد کا ذکر دو اسباب کی بنا پر چھیڑا ہے :- پہلا سبب یہ کہ وفد خولان کی دو حالتیں تھیں اور دونوں ایک دوسرے کے برعکس ایک تو وہ زمانہ کہ وہ اس بت کی پوجا کر رہے ہیں جو نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے۔ وہ اس کے لیے نذریں چڑھاتے اور منتیں مانتے ہیں —— اور ایک وہ مبارک زمانہ کہ حضور کی خدمت میں وہ اس حالت میں حاضر ہوتے ہیں کہ دل کی دنیا میں انقلاب آچکا ہے۔ زبان بدل چکی ہے، گفتگو کا انداز تبدیل ہو چکا ہے، آج وہ اس بت کو خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتے —— غور کیا جائے کہ ان دونوں صورتوں کے درمیان کتنا بُعد ہے۔

دوسرا سبب: ہم نے یہ واقعہ اس لیے بیان کیا ہے تاکہ خولان کی جاہلیت کا بیسویں صدی کی جاہلیت سے موازنہ کریں۔ آج کا انسان علم و معرفت کی جس معراج پر پہنچ چکا ہے۔ وہاں جا کر یہ تصور مشکل سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا طرز عمل بھی اپنا سکتا ہے جو دور جاہلیت کی تقلید یا اس سے مشابہت رکھتا ہو۔

بعض امریکی اخبارات میں ایک تنظیم سے متعلق خبر شائع ہوئی ہے جس کا مقصد قیام یہ ہے کہ مذکورہ تنظیم

AsliAhleSunnet.com

اپنے غائب ذرائع سے مُردوں کے پاس خطوط بھیج سکتی ہے۔ یعنی مردہ شخص کا کوئی زندہ رشتہ دار اگر مردے سے خط وکتابت کا تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو اس سلسلے میں تنظیم کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں اور عالم اموات سے خط بھیجنے والے کے پاس خط کا جواب بھی آئے گا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مغرب کی ترقی پسند دنیا اور وہاں کے بہت مشغول اور مصروف زندگی گزارنے والے لوگ اس تنظیم کو لغو اور مہمل سمجھ کر چھوڑ دیتے اور تنظیم کا یہ فراڈ تنظیم سمیت اپنی موت آپ مر جاتا، لیکن باعثِ تکلیف ہے کہ ان اخبارات نے ایسے سیکڑوں افراد کے فوٹو شائع کیے ہیں جو تنظیم کی عمارت کے سامنے لائن لگا کر اپنے خطوط لیے کھڑے ہیں۔ تاکہ وہ انھیں اپنے مردہ رشتہ دار اور احباب کو تنظیم کے واسطے سے ارسال کر سکیں۔

ایک خط پوسٹ کرنے کا چارج بیس ڈالر ہے اور کوئی شخص اس کو بوجھ نہیں محسوس کرتا جبکہ ان میں کتنے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے پیسے پیسے کے محتاج ہوتے ہیں۔

خدارا کوئی ہمیں بتائے کہ جدید دور کی اس خرافات پر ٹوٹ پڑنے والے لوگوں اور پندرہ سو سال قبل "عم النس" کے پجاریوں کے درمیان کیا فرق ہے؟

ع کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

جہالت اور مادیت پرستی کی وہ صورت اب بھی باقی ہے۔ ہاں فرق اتنا ہوا کہ خولان نے حق کی روشنی دیکھ کر اس سے اپنے دل کی دنیا روشن کرلی تھی۔ لیکن جدید تاریک دور کے لوگ اب تک اپنی مادیت میں حیران وسرگرداں ہیں۔ اس المیہ کے پیچھے بہت کچھ ان کے دل و دماغ اور ذہن کا قصور ہے اور کچھ حق کے ان مشعل برداروں کا بھی جن کے ذمہ دنیا کی رہنمائی کا کام سونپا گیا ہے۔ یالیت قومی یعلمون۔

اعلان

محدث ماہ جون و جولائی ۸۴ء کا شمارہ یکجا شائع ہوگا۔

"ادارہ محدث"

AsliAhleSunnet.com

عالمِ اسلام

ایران کے حقیقی حالات

صوفی نذیر احمد کاشمیری اور ایڈیٹر محدث کے درمیان مراسلت

مارچ ۱۹۸۴ء کے محدث میں "انا خوش آمدید" کے عنوان سے ایران کی موجودہ حکومت کے متعلق جو کچھ تحریر کیا گیا تھا اس پر ہمارے ایک نہایت ہی . . . . قابلِ احترام بزرگ صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری نے ہمیں یہ مراسلہ بھیجا ہے:

صوفی نذیر احمد کاشمیری
۸ مارچ ۱۹۸۴ء

خمینی کے متعلق راقم کا موقف

ابھی ایک مہربان جنھوں نے رسالہ محدث بنارس کا مارچ کے مہینے کا پرچہ پڑھا تھا، میرے ملنے کے لیے آگئے اور باتوں باتوں میں پوری صراحت سے ایک فقرہ کہہ کر میرے ردِ عمل کو معلوم کرنا چاہا۔ فقرہ یہ تھا کہ "خمینی کے متعلق جماعت اسلامی کی طرح میرا موقف یکسر غلط ہے"۔ لہٰذا اس سلسلے میں بات کو صاف کر دینا چاہتا ہوں۔ میرا یقین ہے اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ شیعہ فرقہ اصولاً "مذہبی فرقہ" نہیں ہے بلکہ اس نے خاص سیاسی حالات میں جنم لیا تھا۔ اس نے اس وقت جنم لیا جب اسلام بحیثیت دینِ کامل دنیا پر ظاہر ہو کر ایک ہمہ گیر اصلاحِ انسانی کی تحریک بن چکا تھا اور اس میں جو اصول کام کر رہا تھا وہ اخوۃ مومنانہ کا اصول تھا جس میں کنبہ داریت کا نام و نشان نہ تھا۔ اس کے بجائے اس میں یہ فتویٰ موجود تھا کہ "لیس منی من دعا الی العصبیہ"، "لیس منی من قاتل علی عصبیۃ"، "لیس منی من مات علی العصبیۃ"، وہ ہم میں سے (امتِ مسلمہ سے) خارج ہے جو کنبے کے نام کی دہائی دے۔ وہ ہم میں سے نہیں جو کنبے کے نام پر جنگ کرے، وہ ہم میں سے نہیں جس کی موت کنبہ پروری پر ہو۔"

اور شیعہ سنی کا موجودہ جھگڑا اس دور سے کوئی رابطہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا اصلاحِ امت کی کوشش کرنے والوں کا فرض ہے کہ اصل پہ نظر رکھ کر ہر دور میں کوشش کریں۔ یہی تجدیدِ امت و دین کا مفہوم ہے۔

اور چونکہ موجودہ دور عالمگیر اصلاح و تجدیدِ دین کے لیے امت کے صلحاء کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ اصلاحِ امت کے

AsliAhleSunnet.com

امت محمدی کو عالمگیر وحدت امت و دین کا نمونہ بنانے کی کوشش کریں۔ لہذا راقم کا ان مصلحین کو مشورہ ہے کہ وہ اصل دین پر نظر رکھ کر اور بعد کے تفرقے کو نظر انداز کرتے ہوئے وحدت امت کا تصور مسلمات پر قائم کریں۔

چونکہ مسلمات امت سب یکساں ہیں لہذا الٰہی ہی تمسک کو بنیادی شرط قرار دینے کے بعد امت کی وحدت عالمگیر کے قیام کا سوال آسان ہو جاتا ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس سلسلے میں جماعت اسلامی کا کیا موقف ہے، خدانکردہ اگر محض سیاسی مصلحت کے ماتحت مودودی صاحب نے اس میں کچھ بھی زیادتی کی ہو تو اسے نظر انداز کر دیں اور راقم کے عرض کردہ مشورے کو قبول کر لیں۔ انشاء اللہ اس میں اللہ پاک کامیابی دے گا۔

لہذا جو لوگ راقم کے متعلق کسی سوء ظن میں گرفتار ہوں وہ راقم کی اس وضاحت کو سامنے رکھ لیں اور اسی نقطۂ نظر کو اپنائیں اور امت گیر کریں۔ راہ اصلاح صرف یہی ہے اور صلحاء امت کو آغاز کار کرنے سے پہلے اعلان کرنا ہوگا۔ اِن اُرِیدُ اِلَّا الاِصلَاحَ مَا استَطَعتُ وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ! ہم تو صرف اصلاح چاہتے ہیں جہاں تک ممکن ہے۔

یہ حروف جناب امیر جماعت اسلامی کی خدمت میں ارسال ہیں کہ وہ انھیں اشاعت دے کر اصلاح حال کی کوشش کریں۔ جناب مدیر محدث کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس شذرے کو ضرور ضرور شائع کر دیں ورنہ عنداللہ مجھے شکایت ہوگی۔

والسلام فقیر نذیر احمد

...

خمینی یا ایران سے متعلق صوفی صاحب کے اس حسن ظن یا خوش فہمی کی بنیاد کیا ہے اس کی وضاحت صوفی صاحب ہی کے ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے جسے آپ نے میرے ایک خط کے جواب میں ۱۹ / اپریل ۱۹۸۳ء کو لکھا تھا۔ سلام وغیرہ کے بعد لکھتے ہیں:

"شیعہ عقائد سے پوری طرح واقف ہوں۔ لیکن یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ گزشتہ سو برس سے جب سے جمہوری دور کا آغاز ہوا ہے شیعہ مفکرین اپنے خرافاتی عقائد و اعمال سے نکل آئے اور اسلام سے اپنا رابطہ قائم کرنے کے لیے مسلسل کوشاں رہے ہیں۔ آغا خاں جو شیعہ ازم کے ایک بڑے حصے کا امام رہا ہے اس کا کھلا اعلان ہے کہ "اسلام کا زوال تو فاروق اعظم کے فوت ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا"، اس کا کھلا ہوا یہ بھی بیان ہے کہ بنو امیہ کی ملوکیت

AsliAhleSunnet.com

تاریخ ملوکیت کا شاہکار ہے اور مسلمان مورخوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ آخری جنگ عظیم کے بعد اس نے یورپ کے سامنے اسلامی دعوت کو لانے کی کوشش کی تو اس سلسلے میں اس نے جو دعوت نامہ شائع کیا، اس میں چھوٹتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ شیعہ نقطۂ نظر کے بجائے غزالی کے نقطۂ نظر کو وہ اختیار کر رہا ہے۔ حضرت عمرؓ و حضرت ابوبکرؓ کے متعلق اس کا اعتقاد کسی غالی سنی سے کم نہ تھا۔ یہی حالت اس کی صحیحین کے متعلق تھی۔ ایک دفعہ اس کے فرقے کا بہت بڑا اجتماع بمبئی میں ہوا تو اس کے مریدوں نے شکایت کی کہ وہ ایک طرف سے غیر مسلموں کو اپنے فرقے میں لاتے ہیں تو دوسری طرف وہ سنی ہو جاتے ہیں۔ تو اس نے جواباً یہ کہا کہ اس سے ان کے اصل مقصد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ وہ غیر مسلم دنیا کی بڑی سے بڑی تعداد کو اسلام میں لائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ آغا خانی ہی رہے۔ حیدر آباد میں ایک امیر و کبیر کنبہ آغا خانی تھا۔ مگر تھوڑے عرصے میں ان میں سے ایک تو دیو بندی ہو گیا، دوسرا اہلحدیث ہو گیا، تیسرا قادیانی ہو گیا۔ ان کے ماموں حاجی پیر محمد شدید درجہ کے اہلحدیث تھے۔ اور باوجود بے علم ہونے کے بڑے بھاری مبلغ بھی تھے۔ میں اسی امکان پر کام کر رہا ہوں۔

... ...

صوفی صاحب کے اس مکتوب سے ان اسباب کی نشاندہی ہوتی ہے جو صوفی صاحب کے حسنِ ظن اور خوش فہمی کی بنیاد ہیں۔ ہماری بھی آرزو تھی کہ ایران کا انقلاب ملت کے عروج و اتحاد کی بنیاد بنتا۔ مگر افسوس ہے کہ حقائق اس حسن ظن اور آرزو کا ساتھ نہیں دیتے۔ خمینی صاحب اور ان کے پاسداران انقلاب کا نقطۂ نظر آغا خان کے نقطۂ نظر کے بالکل برعکس اور متضاد ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مسلمان مانتے ہیں نہ ان کی خلافت کو برحق سمجھتے ہیں۔ نہ اہل سنت کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ نہ ان کے وجود کو قابلِ برداشت۔ نہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ نہ سمیت بنو امیہ کی خلافت کو جائز سمجھتے ہیں۔ نہ صحیحین سے ان کا کوئی تعلق ہے نہ وہ قرآن ہی کو موجودہ شکل میں درست سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہوں میں اہلسنت کی تباہی اور قتل عام ہی اسلام کی سب سے زبردست اور جلیل القدر خدمت ہے۔ (ان باتوں کا مدلل ثبوت دیکھنا ہو تو ملاحظہ فرمائیے (محدث۔ فروری، مارچ، اپریل، مئی ۱۹۸۳ء)

ہم نے صوفی صاحب کو اپنے ایک طویل مکتوب میں خمینی صاحب کی تحریروں کے حوالے سے بتایا تھا کہ خمینی صاحب کا اعتقاد ہے کہ اثنا عشریوں کے امام پوری کائنات کا خدائی نظام چلاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سمیت سارے انبیاء سے افضل و برتر ہیں۔ فرشتے اور انسان سب حضرت علی کے تابع فرمان ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے دشمن بھی

AsliAhleSunnet.com

خمینی صاحب تقیہ کے اس حد تک قائل ہیں کہ حرام شرمگاہ بھی بطور تقیہ حلال جانتے ہیں، اور حضرت عائشہ وحفصہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کو اسی بنیاد پر صحیح مانتے ہیں۔ اہلسنت کے پیچھے نماز درست نہیں مانتے لیکن بطور تقیہ پڑھے۔ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف اول میں پڑھنے کے برابر مانتے ہیں۔ موجودہ قرآن کو صحیح نہیں مانتے بلکہ ان کا ایمان ہے کہ پورا قرآن صرف حضرت علی کے پاس تھا، جس میں مہاجرین و انصار صحابۂ کرام کی سیاہ کاریاں بھی درج تھیں۔ وہ صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور ان پر لعنت بھی بھیجتے ہیں۔ حضرت علی کے علاوہ تمام حکام صحابہ یعنی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو سخت ظالم کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز سمیت بنوامیہ کے تمام حکمرانوں کو بھی ایسا ظالم سمجھتے ہیں کہ ان کی وجہ سے احکام اسلام کا بیان ممکن نہ رہا۔ خمینی صاحب غدیر خم کی اس شیعی روایت کے قائل ہیں جس میں حضرت ابوبکر و عمر کو ابلیس سے بھی بڑا کافر کہا گیا ہے۔ خمینی صاحب امام غائب والی خرافات کے بھی قائل ہیں کہ وہی مہدی بن کر نمودار ہوں گے اور حضرت ابوبکر و عمر کو قبر سے زندہ نکال کر سولی دیں گے اور تمام سنی حکمرانوں اور ان کے درباریوں کو پانچ پانچ سو کی تعداد میں چھ بار زندہ کر کے انہیں قتل کریں گے۔ پھر ساری روئے زمین سے ابوبکر و عمر کو مسلمان سمجھنے والوں کا وجود مٹا دیں گے۔ خمینی صاحب اپنے آپ کو اسی مہدی کا نائب کہتے ہیں اور اپنی حکومت کو اسی مہدی کی آمد کی راہ ہموار کرنے والوں کی حکومت کہتے ہیں۔

صوبۂ اہواز کے عربی النسل سنی مسلمانوں پر خمینی حکومت نے بے تحاشا ظلم توڑے ہیں انہیں اپنی مادری زبان عربی پڑھنے کی اجازت نہیں۔ کردوں کو بھی سنی ہی ہونے کی وجہ سے کچلا جا رہا ہے۔ اندرون ملک بڑے بڑے سنی علماء کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور ان کی مسجدوں اور مدارس پر یا تو تالے ڈال دیے گئے ہیں یا شیعوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ سنیوں کو بالجبر شیعہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں ایسے مظالم ہو رہے ہیں کہ مشرقی ایران کی سنی اکثریت کی ایک خاصی بڑی تعداد نے اپنے متصل روسی علاقوں میں پناہ لے رکھی ہے۔ اہل سنت کے ساتھ مل کر کام کرنے کے قائل روشن خیال شیعہ دانشوروں کو انحراف اور غلو کے الزام میں تہ تیغ کرتے کرتے صاف کر دیا گیا ہے۔ جنگ کے لائق افغان مہاجرین کی ایک خاصی تعداد کو خمینی حکومت نے ہتھیاروں کے بدلے روس کے حوالے کر دیا جنہیں روس نے تہ تیغ کر دیا بقیہ کی نگرانی قیدیوں کی طرح کی جاتی ہے۔ ابھی حال ہی میں ان کی خاصی تعداد ایران سے بھاگ کر پاکستان آئی ہے۔

روس میں ایران کے کم از کم ایک سو پراجیکٹ تیار ہو رہے ہیں اور اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث

AsliAhleSunnet.com

دوسرے کمیونسٹ ملکوں سے بھی ایران کی دوستی ہے۔ لبنان میں ایرانیوں نے فلسطینیوں کو کچلنے والی طاقتوں کا پورا پورا ساتھ دیا۔ عراق سے جنگ کا بہانہ یہ ہے کہ وہ بعثی یعنی بے دین ہے۔ مگر شام اس سے بھی زیادہ گندہ بعثی ہے اور اس سے ایران کی دوستی ہے۔

ایران امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نعرے لگاتا ہے مگر اس کو عراق سے لڑنے کے لیے ہتھیار اسرائیل اور امریکہ ہی سے ملتے ہیں۔ غالباً یہ تقیہ کی برکت ہے۔

کراچی میں ایرانی طلبہ صحابہ کی لعنت و تکفیر پر مشتمل ٹریکٹ تقسیم کرتے تھے اسی پر وہاں سخت شیعہ سنی فساد ہوا۔ اسی طرح کے ٹریکٹ تقسیم کرنے پر واشنگٹن کی جامع مسجد میں بھی فساد ہوا۔ اور اس مسجد پر توں تالا ڈال کر پولیس کا پہرہ رہا۔ خمینی حکومت امریکہ اور مغربی ممالک کے خلاف گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگاتی ہے مگر خمینی صاحب کے پروپیگنڈے کے دو بڑے مراکز لندن اور امریکہ میں ہیں۔ (یہ بھی تقیہ کی برکت ہے) جہاں سے اسلام پسند ممالک کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ کا غلغلہ بلند کیا جاتا ہے۔

نصیر الدین طوسی جس نے ہلاکو کو بغداد پر چڑھا کر بغداد اور نواح بغداد میں چھ کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کا قتلِ عام کرایا تھا۔ خمینی صاحب طوسی کی اس حرکت کو اسلام کی جلیل القدر خدمت قرار دیتے ہیں۔

ان تفصیلات کی روشنی میں خمینی صاحب کا حقیقی چہرہ دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ امت کو متحد و سر بلند کرنا چاہتے ہیں یا امت کی لاش پر شیعی عظمت کا شیش محل تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اور خمینی صاحب کا وجود شیعوں کے قدیم تاریخی جرائم کی ایک کڑی ہے یا ان جرائم کا کفارہ۔

یہ ہے اس طویل خط کا خلاصہ جو ہم نے پورے ثبوت اور حوالوں کے ساتھ اس موضوع پر ۲۲ر جنوری ۱۹۸۴ء کو صوفی نذیر احمد صاحب کی خدمتِ عالیہ میں روانہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ صوفی صاحب گہری سوجھ بوجھ اور مومنانہ فراست رکھنے کے باوجود ان سارے حقائق کے سامنے آجانے پر بھی خمینی صاحب کے بارے میں اپنی خوش فہمی اور حسنِ ظن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس باقاعدہ اتمام حجت کے بعد اب مزید بحث بیکار ہے۔

اگر صوفی صاحب عدم اشاعت کی صورت میں عنداللہ شکایت کی "دھمکی" نہ دیتے تو ہم اس موضوع کو اس ڈھنگ پر سرے سے چھیڑتے ہی نہیں۔ واللہ ولی التوفیق

●●●

AsliAhleSunnet.com

جماعت و جامعہ

جاڑے کی شدت ختم ہوتے ہی اور موسم بہار کے آثار شروع ہوتے ہی جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں پر بھی بہار آگئی ۔ قریہ قریہ چھوٹے بڑے جلسوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ، جن کی تفصیلات محدث کے محدود صفحات میں پیش کرنی مشکل ہے ، البتہ بعض بعض اجلاس جماعت کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں ۲۴ ، ۲۵ / مارچ کو صوبائی جمعیۃ اہلحدیث مغربی بنگال کے زیر اہتمام دھلیان ضلع مرشد آباد کے اندر جامعہ حمانیہ کے نام سے ایک عظیم ادر صوبے کی مرکزی درسگاہ کی تاسیس کا اجلاس ۔ نیز ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ / مارچ کو جامعہ احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ کا جلسہ مذاکرہ علمیہ ، ۱۷ ، ۱۸ / اپریل کو ندوۃ المجاہدین کیرالا کے زیر سرکردگی جامعہ ندویہ کیرالا کانفرنس ، ۱۳ / اپریل کو جامعہ محمدیہ کی مسجد کا افتتاحی اجلاس اور ۱۴ ، ۱۵ / اپریل کو بمبئی میں جمعیۃ اہلحدیث ہند کا کنونشن اور جمعیۃ اہلحدیث بمبئی عظمیٰ کا اجلاس عام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے ۔

ان میں سے فی الحال ہمیں دربھنگہ کے مذاکرہ علمیہ کی تفصیلات دستیاب ہو سکی ہیں ۔ جسے جامعہ سلفیہ کے معروف صاحب قلم استاد مولانا محمد رئیس ندوی حفظہ اللہ نے ــــ جو اس مذاکرہ میں جامعہ کے نمائندہ کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے قلمبند فرمایا ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

جلسہ مذاکرۂ علمیہ" دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ :

مجھے جامعہ سلفیہ بنارس کے نمائندہ کی حیثیت سے دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریاسرائے دربھنگہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے سہ روزہ جلسۂ مذاکرۂ علمیہ میں بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶، مارچ ۱۹۸۲ء کو شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ جلسہ دراصل مناظر اسلام حضرت العلام عبد العزیز محدث رحیم آبادی مصنف حسن البیان کی یادگار ہے، جو دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے بانی بھی ہیں۔ یہ جلسہ عام طور سے دو سال کے وقفے کے بعد ہر تیسرے سال ہوا کرتا ہے مگر اس مرتبہ سات آٹھ سال کے وقفے سے منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی ایک مستقل اور مربوط تاریخ ہے جس کا سلسلہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی تحریک اصلاح وتجدید سے جڑا ہوا ہے۔ مسلمانوں میں اصلاح وتبلیغ کے ساتھ تحریکِ اہلحدیث اور مسلک اہلحدیث کی ترویج واشاعت میں اس جلسہ کا بہت ہاتھ ہے۔ اپنی سابقہ روایت کے مطابق اس سال کا جلسہ مذاکرۂ علمیہ بھی بہت کامیاب اور اثرانگیز رہا۔ اس میں عوام وخواص بہت بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ اور ملک کے طول وعرض سے مشہور علماء ومقررین نے اسے رونق بخشی۔ اس جلسہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مختلف مکاتبِ خیال کے علماء اور مختلف طبقات کے اہم افراد کو بھی دعوت شرکت دی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی اس اجلاس میں ریاستی حکومت کی طرف سے وزیر تعلیم اور وزیرِ اوقاف کے ساتھ بعض دوسرے اہم اشخاص نے شرکت کی۔ اور دوسری طرف حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مولانا شاہ منت اللہ اور مولانا مجاہد الاسلام امارتِ شرعیہ کی طرف سے شریک ہوئے۔

اجلاس کا افتتاح ۲۴ مارچ کو بوقت ۸ بجے صبح فضیلۃ الشیخ جناب مولانا عبد الصمد شرف الدین کی زیر صدارت قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ پھر ہر روز مقررہ اوقات اور طے شدہ پروگرام کے مطابق خطاب ہوتے رہے عام طور پر اجلاس کی صدارت مولانا عبد الصمد صاحب ہی فرماتے رہے۔ البتہ بعض نشستوں کی صدارت مولانا عبد الرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری اور مولانا ابو الحسن علی ندوی نے بھی فرمائی۔ بندۂ خاکسار کو بھی ایک تقریر کا مختصر سا وقت ملا۔ وزراء کی موجودگی میں کمسن طلبہ کی ایک تمثیلی کانفرنس "موجودہ تعلیمی مسائل کا حل" کے موضوع پر ہوئی جو پورے اجلاس کی روح وجان تھی اسے تمام سرکاری حکام خواص وعوام، علماء ومقررین نے دلچسپی اور توجہ سے ملاحظہ کیا اس موقع پر سات سال کی مدت میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ سے فارغ ہونے والے ایک سو دس فضلاء اور انیس حفاظ کی

AsliAhleSunnet.com

دستار بندی ہوئی، دستار بندی کے بعد فارغین کو خصوصی طور پر مولانا جھنڈا نگری خطیب الاسلام اور مولانا علی میاں ندوی نے خطاب فرمایا اور ان کی ذمہ داریاں بتلائیں۔ پورے صوبہ بہار کے مدارس اسلامیہ کے ناظمین اور صدر المدرسین کی ایک خاص میٹنگ ونشست بھی ہوئی جس میں مجھے شرکت کا موقع نہیں ملا۔ اسی طرح ابنائے سلفیہ کی میٹنگ بھی ہوئی لیکن میں اس میں بھی شریک نہ ہو سکا۔ مدارس کی تنظیم، حکومت سے اپنے مطالبات اور اس طرح کے بعض دوسرے مسائل پر غور و فکر ہوا۔ اور تجاویز پاس ہوئیں۔

اجلاس کے تیسرے دن دار العلوم احمدیہ سلفیہ کی خستہ و بوسیدہ مسجد کی تعمیر جدید و توسیع کے لیے شیخ عبد الصمد کے ہاتھوں رسم تاسیس عمل میں آئی، اس موقع پر دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے ناظم ڈاکٹر سید عبد الحفیظ صاحب حفظہ اللہ نے اپنی طرف سے دس ہزار روپے کا چندہ دیا اور شیخ لقمان نے پانچ ہزار کا عطیہ دیا۔ جزاہما اللہ

۲۶ مارچ کو ظہر کے وقت اجلاس ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

اس اجلاس کی تاریخی خصوصیت و روایت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں شریک ہونے والے تمام خواص وعوام اور سامعین کے کھانے کا معقول انتظام ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کی افادیت کو عام کرے اور تمام باشندگان ہند خصوصاً مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ آمین۔

محمد رئیس ندوی : استاذ جامعہ سلفیہ بنارس۔

جامعہ کے شب و روز

جامعہ میں حسب دستور تعلیمی اور علمی سرگرمیاں جاری ہیں۔ البتہ اپریل کے اخیر میں سالانہ امتحان شروع ہو کر اوائل مئی میں ختم ہو رہا ہے ۱۰ مئی کے بعد جامعہ کی سالانہ تعطیل کلاں شروع ہو جائے گی اور پھر جامعہ دوبارہ ماہ شوال میں کھلے گا۔ جامعہ کی سرگرمیوں میں شعبہ اردو اور شعبہ عربی کے آخری اجلاس جو انعامی مقابلے کی شکل میں منعقد ہوتے ہیں اب کی بار اس کی تفصیل ناظم ندوۃ الطلبہ جناب مولوی عبد السلام (متعلم فضیلت اول) کے قلم سے پیش کی جا رہی ہے۔

ندوۃ الطلبہ کا شاندار تقریری انعامی مقابلہ:

جماعت کی مرکزی درس گاہ جامعہ سلفیہ کتاب و سنت کی خالص اور بے لاگ ترجمانی کے لیے درس و تدریس کی وسیع اور جامع خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف اور دعوت و تبلیغ کے میدانوں میں بھی اعلیٰ پیمانے پر کام کر رہا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

دعوت الی اللہ کے تمام طریق کار سے مسلح کرنے کے لیے ارباب جامعہ نے طلبہ جامعہ کی تقریری و تحریری اور علمی و فکری تربیت کے لیے انجمن ندوۃ الطلبہ قائم کر رکھی ہے جو تبلیغ دین کے دیرینہ مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے جامعہ ہی کی زیر سرپرستی مصروف کار ہے۔

ندوۃ الطلبہ کا یہ دستور اور روایت رہی ہے کہ اس کے تحت ہمیشہ تعلیمی سال کے آخری ایام میں اردو اور عربی کا تقریری مقابلہ کرایا جاتا ہے اور انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ان مقابلوں میں طلبہ پورے جوش و خروش اور زبردست ہماہمی کے ساتھ شریک ہو کر اپنی تقریری صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پھر طرز و اسلوب بیان کی جاذبیت، مواد کی فراہمی مضمون کی پختگی اور اپنی کد و کاوش کے لحاظ سے جو طلبہ اول دوم و سوم آتے ہیں انھیں خصوصی انعام سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مقابلہ میں تمام حصہ لینے والوں کو عمومی انعام بھی دیا جاتا ہے۔

اردو اور عربی ہر دو مقابلوں کے لیے طلبہ کو تین گروپوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ عالمیت اول و دوم کا پہلا گروپ عالمیت سوم و چہارم کا دوسرا گروپ اور فضیلت اول و دوم کا تیسرا گروپ۔ ہر گروپ کے لیے ایک عنوان مقرر کر دیا جاتا ہے جس پر مقابلہ میں حصہ لینے والے اس گروپ کے تمام طلبہ مکمل تیاری کے بعد اپنی خطیبانہ صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس کی روشنی میں اس گروپ کے اول دوم سوم آنے والوں کی تعیین کی جاتی ہے۔ پوزیشن کی اس تعیین کا طریق کار یہ ہے کہ ہر گروپ کے لیے جامعہ کے اساتذہ میں سے ایک استاذ صدر اور تین اساتذہ حکم ہوا کرتے ہیں۔ ہر حکم ایک مقرر کو زیادہ سے زیادہ ۲۳ نمبر دینے کا مجاز ہوتا ہے۔ گروپ کے سارے طلبہ تقریر ختم کر لیتے ہیں تو حکم صاحبان کے دیے ہوئے نمبرات جوڑے جاتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر اول، دوم اور سوم کی تعیین کی جاتی ہے۔

اس سال بھی بہ توفیق الٰہی اساتذہ کرام کی قیادت و رہنمائی اور طلبہ کے باہمی تعاون سے ندوۃ الطلبہ کے زیر اہتمام بڑے شد و مد کے ساتھ ۱۵ مارچ کو شعبہ اردو اور ۱۲ مارچ کو شعبہ عربی کے تقریری انعامی مقابلے منعقد ہوئے جن میں طلبہ نے کافی جوش و خروش کے ساتھ خاصی تعداد میں شرکت کی۔

شعبہ اردو کے مقابلے کے موضوعات اور پوزیشن حاصل کرنے والوں کی تفصیل یہ ہے:

پہلے گروپ (عالمیت اول و دوم) کا موضوع مقابلہ : تصور آخرت — عقل کی روشنی میں

اس موضوع پر (۱) محمد فرخ (عالمیت دوم) نے پہلی پوزیشن (۲) محمد ہاشم (عالمیت دوم) نے دوسری اور (۳) عبد القدیر (عالمیت دوم) و محمد شاکر (عالمیت اول) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

AsliAhleSunnet.com

دوسرے گروپ (عالم سوم وچہارم) کا موضوعِ مقابلہ: ملتِ اسلامیہ ہند پر سلفی دعوت کا اثر

اس عنوان پر (۱) محمد حسین (عالمیت چہارم) نے پہلی (۲) عبداللہ (عالمیت چہارم) نے دوسری اور (۳) ریاض الدین (عالمیت چہارم) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تیسرے گروپ (فضیلت اول ودوم) کا موضوعِ مقابلہ: مذہب وسیاست میں ربط کی نوعیت "

اس گروپ میں (۱) ابوالمکرم (فضیلتِ ثانی) نے پہلی پوزیشن (۲) عبیداللہ بن امراللہ (فضیلت اول) نے دوسری اور ارشد سراج الدین (فضیلت اول) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

آخیر میں گروپ کے مقابلے کے صدر مولانا صفی الرحمن صاحب استاذ جامعہ نے چند اختتامی کلمات کے بعد نتائج کا اعلان کیا۔

شعبۂ عربی کے تقریری مقابلے کے موضوعات اور کامیاب ہونے والوں کی تفصیل یہ ہے:

پہلے گروپ (عالم اول ودوم) کا موضوعِ مقابلہ: خلق المسلم فی ضوء الکتاب والسنة

اس مقابلے میں جاوید مصطفی (عالمیت دوم) نے پہلی پوزیشن (۲) محمد اشفاق (عالمیت اول) نے دوسری اور محمد شاکر (عالمیت اول) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

دوسرے گروپ (عالم سوم وچہارم) کا موضوعِ مقابلہ: الاعتصام بالسنة، اهمیته ومكانته فی الشریعة

اس مقابلے میں فضل اللہ (عالمیت چہارم) نے پہلی پوزیشن (۲) غیاث الدین (عالمیت سوم) نے دوسری پوزیشن اور محمد حسین (عالمیت چہارم) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تیسرے گروپ (فضیلت اول ودوم) کا موضوعِ مقابلہ: موقف الاسلام من الجهاد بالسیف "

اس عنوان پر (۱) ابوالمکرم (فضیلت دوم) نے پہلی پوزیشن (۲) محمد ارشد (فضیلت اول) نے دوسری اور (۳) عبدالرحیم (فضیلت اول) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تقاریر کے خاتمے کے بعد عزت مآب ڈاکٹر مقتدیٰ حسن صاحب ازہری حفظہ اللہ نے اپنی مصلحانہ ومشفقانہ ہدایات کے ساتھ اجلاس کے اختتام کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام طلبہ کو مزید عزم وہمت عطا کرے اور اسلام کی صحیح اور مطلوبہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

عبدالسلام بستوی

ناظم ندوة الطلبه

AsliAhleSunnet.com

ہماری نظر میں

۱۔ ردّ الاشراک

تالیف: شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ — تحقیق و تخریج: محمد عزیز شمس

صفحات: ۱۰۳ — قیمت: درج نہیں

پتہ: المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور پاکستان۔

یہ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت گرانمایہ اور بلندپایہ عربی تالیف ہے، جس میں شاہ صاحب نے قرآن مجید کی آیات اور مستند احادیث کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر رائج شرکیات کی تردید فرمائی ہے۔ یہی کتاب وہ گوہر گرانمایہ ہے جس کے باب اول کی شرح خود شاہ صاحب نے "تقویۃ الایمان" کے نام سے کی ہے۔ شاہ صاحب نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور دو ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پھر ہر باب کے تحت متعدد ذیلی عنوانات ہیں۔ کتاب کی اہمیت اور نوعیت کا اندازہ فہرست مضامین سے کیا جا سکتا ہے جو یہ ہے۔

(۱) باب (اول) ارتکاب شرک سے اجتناب، ذیلی عنوانات: ذکر رد الاشراک فی العلم، ذکر رد الاشراک فی التصرف، ذکر رد الاشراک فی العبادہ، ذکر رد الاشراک فی العادات

(۲) باب (دوم) سنت کے اتباع اور بدعت سے اجتناب کا وجوب۔ ذیلی عنوانات: ذکر حقیقۃ الایمان، ذکر الایمان (بالقدر) ذکر رد بدعات القبور، ذکر رد بدعات التقلید، ذکر رد بدعات الرسوم۔

ہر عنوان کے تحت پہلے قرآن مجید کی آیات ہیں، پھر احادیث، اور عموماً انھی دو چیزوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب نے کہیں کہیں کوئی بات توضیح و تشریح یا استنباط کے طور پر کہدی ہے اس طرح دین کے مذکورہ بالا بنیادی معاملات و مسائل میں خالص کتاب و سنت کے ذریعہ حق کو اس کی اصل جگمگاتی ہوئی اور تابناک شکل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالی کی صراطِ مستقیم سے ہر طرح کے گرد و غبار جھاڑ دیے گئے ہیں۔

بدقسمتی سے یہ کتاب ابتک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی تھی اور اس کے مخطوطے بھی اتنے کمیاب تھے کہ

AsliAhleSunnet.com

انھیں نایاب سمجھ لیا گیا تھا۔ ایک بار نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نسخے کی بنیاد پر اسے شائع بھی فرمایا تو اس میں مختلف نوع کا اضافہ فرما کر اس طرح اصل کے ساتھ مخلوط کر دیا تھا کہ اصل اور اضافے میں تمیز ممکن ہی نہ رہ گئی تھی۔ خدا جزائے خیر دے شیخ محمد عزیر شمس کو کہ موصوف نے پوری جانفشانی کے ساتھ اس کے پانچ مخطوطوں کا پتہ لگایا اور ان میں سے چار مخطوطوں کے تقابل و تحقیق کے بعد ایک جامع اور تحقیقی نسخہ تیار کیا۔ موصوف ہمارے جامعہ سلفیہ کے فارغ ہیں اور پھر مدینہ یونیورسٹی سے فارغ ہو کر اب جامعۃ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں ایم اے کر رہے ہیں۔ تحقیق و تنقید کا نہایت صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔ انھوں نے حواشی میں تمام آیات و احادیث کی جامع تخریج کی ہے۔ دیگر مراجع کے حوالے بھی دیے ہیں اور بوقتِ ضرورت احادیث پر فنی حیثیت سے گفتگو بھی کی ہے۔ شروع میں آٹھ صفحات کا مقدمۂ تحقیق ہے اور چار صفحات میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کا سوانحی خاکہ۔ اس طرح کتاب کی افادیت اور جامعیت میں علمی حیثیت سے بھی بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔

طباعت نہایت عمدہ اور عمدہ حروف کی ہے۔ کاغذ اعلیٰ اور معیاری ہے۔ البتہ تصحیح کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اغلاطِ طباعت کی بھرمار ہے اور بعض بعض جگہ بڑے دلچسپ تصرفات ہو گئے ہیں۔

تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کا مشرکانہ عقیدہ؛

تحریر: ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی   ترتیب: محمد عنایت اللہ ندوی   صفحات: ۸   تقسیم: بلاقیمت

پتہ: ادارہ تحریک اسلامی $\frac{11-3}{926/7}$ نزد تاج محل ٹاکیز۔ ملے پلی۔ حیدرآباد (اے۔ پی۔)

اس مختصر سے ٹریکٹ میں پہلے تبلیغی جماعت کے چند ایسے عقائد کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے ڈانڈے شرک سے ملتے ہیں، مثلاً "اللہ کا بندہ مرتا نہیں بلکہ نقلِ مکانی کر جاتا ہے۔ اور پھر اس بارگاہِ عالم میں تصرفات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔" "نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے نکل کر مرے ہوئے سود خوار حاجی کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور اس کے چہرے کی سیاہی نورانیت میں بدل جاتی ہے۔" "ملا جامی نعت پڑھنے کی غرض سے قبرِ نبوی پر جانے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے والیٔ مکہ کو منع کر دیا کہ جامی ہرگز مدینہ نہ آنے پائے، کیونکہ آپ کو خدشہ تھا کہ قبر سے باہر ہاتھ نکال کر جامی سے مصافحہ کرنا پڑے گا۔"

اس کے بعد جماعتِ اسلامی کے سلسلے میں بتایا گیا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں کہ غیب کی بات اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ ماں کی رحم میں کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف

AsliAhleSunnet.com

اس جماعت کے بانی مولانا مودودی لکھتے ہیں "میری پیدائش کے تین سال پہلے ایک بزرگ نے میرے والد کو ایک لڑکے کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔ اور کہا تھا اس کا نام ابوالاعلیٰ رکھنا۔ والد صاحب نے ان کی بات مان کر میرا یہی نام رکھا۔"

(تصوف اور تعمیر سیرت ص ۱۵)

اس سے زیادہ بھیانک مولانا مودودی کا یہ فیصلہ ہے کہ "اگر کوئی شخص ولی اللہ کی قبر پر زور زور سے پکار کے اپنے حق میں دعا کرنے کی درخواست کرے تو ایسی صورت میں اعتقادی خرابی تو لازم نہ آئے گی مگر یہ اندھیرے میں تیر چلانا ہوگا۔" (فاران توحید نمبر ص ۸۲، ۸۳، رسائل و مسائل ۳/ ۶۹ ۳)

اس کتابچہ میں یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ مولانا مودودی نے اپنی حکومت الٰہیہ کے قیام کی دعوت و تجویز کے سلسلے میں فرمایا تھا کہ "انگریزی اقتدار اور جمہوری اقتدار شرک ہے۔ اور اس کی اسمبلیاں اور پارلیمنٹ الٰہ ساز ادارے ہیں۔ الٰہ کے انتخابات میں حصہ لینا یعنی ووٹ دینا اور ووٹ لینا اصلاً حرام اور عقیدۂ توحید کے منافی ہے، لیکن ۱۴ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو جماعت اسلامی ہند نے غیر اسلامی مجالس قانون ساز کے انتخابات میں حصہ لینے یعنی ووٹ دینے اور ووٹ لینے کو جائز اور عقیدۂ توحید کے مطابق قرار دیدیا۔ اور اس سلسلے میں مولانا مودودی نے اپنے ایک رفیق کے نام خط میں لکھا کہ ہندوستان کی تحریک اسلامی کے لوگوں کو اپنے حالات دیکھتے ہوئے خود ہی یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا انتخابات میں حصہ لینے سے ان کے حق میں واقعی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے .... پھر اکثریت جو فیصلہ کرے اسے قبول کر لینا چاہیے۔ بعد میں اگر معلوم ہوا کہ اس فیصلے سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا تو اس پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے۔" (یادوں کے خطوط ص ۱۱۵)

کتابچہ کے مرتب نے اظہار حیرت کیا ہے کہ جو چیز خود مولانا مودودی کے حسب ارشاد شرک ہے وہ جماعت اسلامی کی اکثریت کے فیصلے سے جائز اور مطابق توحید کیونکر ہو سکتی ہے؟ یہ کتابچہ اگرچہ مختصر ہے لیکن ہر شخص کو بغور پڑھنا چاہیے۔ اور یہ سوچنا چاہیے کہ رضائے الٰہی اور نجات آخرت کا دارومدار ایمان و توحید کی سلامتی پر ہے۔ اگر کسی تنظیم اور جماعت کی حمایت اور جانبداری کے چکر میں یہ چیز کھو دی گئی تو قیامت کے روز کوئی جماعت یا کوئی بڑے سا بڑا عالم اپنا سارا زور بیان، ساری منطق اور سارے وسائل صرف کر کے بھی بخشوا نہیں سکتا۔ پس ایمان و توحید کے سلسلے میں ہر شخص کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیے اور اپنے دین کے سلسلے میں ہر طرح کی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر محتاط رہنا چاہیے۔

●●●

AsliAhleSunnet.com

الفت رسول ؐ کی

نسیم بنارسی

دل میں اگر کسی کے ہے الفت رسول کی
لازم ہے ہر عمل میں اطاعت رسول کی

روشن رہے گی اس کی نظر میں صراطِ حق
جس کے عمل میں رہتی ہے سنت رسول کی

دستورِ زندگی کلام ہے اللہ کا کلام!
فرمانِ مصطفےٰ ہے شریعت رسول کی

رسی خدا کی تھام لو مل کر اے مومنو!
تفریق سے بچے گی جماعت رسول کی

تقلید سے جہاں کو جو ملتی صراطِ حق
پڑتی نہ پھر کبھی بھی ضرورت رسول کی،

دنیا میں آج ساری ضلالت اسی سے ہے
تحقیق سے ہے دور جو امت رسول کی

اقوال غیر سنتے ہی کہتے ہیں جو عمل
ملتی نہیں ہے ان کو ہدایت رسول کی

قولِ امام چھوڑ دیں ایمان ہے یہی
مل جائے ہم کو جب کوئی سنت رسول کی

قرآن اور حدیث پہ جس کا ہو ہر عمل
واللہ اس کو کہتے ہیں امت رسول کی

دنیا میں جو قدم بہ قدم مصطفےٰ چلا
روزِ جزا ملے گی شفاعت رسول کی

سمجھائیں ہر کسی کو حدیثِ رسولِ پاک
عالم کو جب ملی ہے نیابت رسول کی

اصحابِ مصطفےٰ کا عمل تھا حدیث پر
تسلیم دل سے کی تھی امارت رسول کی

کرتے تھے ہر امام ہر اک آن ہر گھڑی
حکمِ خدا کے ساتھ اطاعت رسول کی

ان کا امام کون تھا، کیا مصطفےٰ نہ تھے
تسلیم تھی سبھی کو نبوت رسول کی۔

لازم ہے ہم پہ آج ضلالت سے دور ہوں
اپنائیں ہر عمل میں طریقت رسول کی

دنیا میں عام ہم کریں فرمانِ مصطفےٰ
اللہ کی زمیں ہو خلافت رسول کی

مظلوم کو بچالے جو ظالم کے ظلم سے
دیکھے نگاہِ شوق مروت رسول کی

دل میں کسی یتیم کے احساسِ غم نہ ہو
جنت میں پھر ملے گی معیت رسول کی

جلوت میں رہ کے عام کیا اپنا ہر عمل
بے عیش نظر جہاں کہے ہے خلوت رسول کی

اللہ کے رسول سراجِ منیر تھے۔
ہے ظلمتوں سے دور شریعت رسول کی

دل سے دعا ہے آج خدا کی جناب میں
چھوٹے نہ اب نسیم سے سنت رسول کی۔

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ کی اسناد مسلم یونیورسٹی نے تسلیم کر لیں :

ہم جامعہ سلفیہ کے فارغین و متعلقین کو مسرت کے ساتھ یہ اطلاع دیتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ نے جامعہ کے درجۂ عالمیت اور درجۂ فضیلت کی سندوں کو حسب ذیل تفصیل کے ساتھ منظور کر لیا ہے۔

۱ — عالمیت کی سند پری یونیورسٹی کے برابر مان لی گئی ہے۔ لہذا اس سند سے مسلم یونیورسٹی کے بی۔ اے۔ سال اول میں اور طبیہ کالج کے بی۔ یو۔ ایم۔ ایس۔ میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

۲ — فضیلت کی سند بی۔ اے۔ کے برابر مان لی گئی ہے۔
لہذا اس سند کی بنیاد پر مسلم یونیورسٹی کے ایم۔ اے۔ عربی میں داخلہ لیا جا سکتا لیکن اسکیلئے شرط ہے کہ طالبعلم نے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔ اے۔ آنرس (صرف انگلش میں) پاس کیا ہو۔

یہ بھی منظور کر لیا گیا ہے کہ جامعہ کا مذکورہ بالا امتحان پاس کرنے والا طالبعلم علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے پی۔ یو۔ سی۔ (انگلش) اور بی۔ اے۔ آنرس (انگلش) کے امتحانات میں شریک ہوسکتا ہے۔

ایڈیٹر محدث کی سیرت کی کتاب سعودی مدارس کے نصاب تعلیم میں :

مدینہ یونیورسٹی کے سابق سکریٹری اور موجودہ رئیس امور دعوت شیخ عمر محمد فلاتہ جو اہلحدیث کنونشن بمبئی میں تشریف لائے تھے ان سے معلوم ہوا کہ سیرت کی وہ عربی کتاب جس پر ایڈیٹر محدث نے چند سال قبل رابطہ عالم اسلامی کے تحت ہونے والے عالمی مقابلہ سیرت نویسی میں پہلا انعام حاصل کیا تھا اب وہ سعودی عرب کے طلبہ وطالبات کے مدارس میں نصاب تعلیم کے اندر داخل کر لی گئی ہے۔ اور سیرت کے باب میں اسے ایک اہم مرجع قرار دیا گیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

MAY **MOHADDIS** 1984

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE
AL-JAMIATUS SALAFIAH (AL-MARKAZIYAH) VARANASI (INDIA)

ہم سے طلب کریں

(اردو میں)

کتاب الجنائز

از مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری ، صاحب تحفة الاحوذی قیمت ۵/۰۰

تاریخ اہلحدیث

از مولانا محمد ابراهیم صاحب میر سیالکوٹی قیمت ۴۰/۰۰

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب

از مولانا صفی الرحمن صاحب مبارکپوری قیمت ۱۰/۰۰

اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات جلد دوم

از مولانا محمد رئیس صاحب ندوی قیمت ۳۰/۰۰

(عربی میں)

دراسات فی الجرح والتعدیل

از ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی (اپنے موضوع پر جامع اور مفصل بحث) قیمت ۳۰/۰۰

تحفة أهل الفكر

اصول حدیث پر متوسط رسالۃ از مولانا عبد الرحمن رحمانی مبارکپوری قیمت ۴/۰۰

بهجة النظر

اصول حدیث پر مختصر رساله از مولانا صفی الرحمن مبارکپوری قیمت ۱/۰۰

مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب وارانسی

Published from Markazi Darul-Uloom
Printed by Abdul Waheed
At Salafiah Press, Reori Talab, Varanasi.

AsliAhleSunnet.com